جمادی الاول ۱۴۳۰ھ
مئی 2009ء

مسلسل اشاعت کے ۲۷ سال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

جلد ۱۳
شمارہ ۵

قال رسول الله ﷺ

ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ (الحدیث)

تاریخی ختم نبوۃ کانفرنس بادشاہی مسجد

کا آنکھوں دیکھا حال

ختم نبوۃ کانفرنس

بادشاہی مسجد لاہور

دھوبی گھاٹ فیصل آباد

کے

خطبات استقبالیہ

مولانا سید امیر حسین رحمہ اللہ

کی رحلت

محمد علی جالندھری رحمہ اللہ

کی ایک تقریر

www.khatm-e-nubuwwat.com
www.lolaak.clickhere2.net
www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ
لولاک
ملتان

شمارہ: 4 ● جلد: ۱۳

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا غلام رسول دینپوری

کمپوزنگ: یوسف ہارون

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

صاحبزادہ طارق محمودؒ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاعبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفےٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفےٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالستار حیدری	مولانا عبدالحکیم نعمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4583486 14122

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

قلم برداشتہ	مولانا صاحبزادہ عزیز احمد	3

مقالات ومضامین

جنگ موتہ کے تین سپہ سالار!	علامہ محمد عبداللہ	4
ختم نبوت اورامت کی ذمہ داریاں!	مولانا سعید احمد پالنپوری	6
خطبہ استقبالیہ ختم نبوت کانفرنس دھوبی گھاٹ فیصل آباد!	مولانا صاحبزادہ عزیز احمد	9
خطبہ استقبالیہ ختم نبوت کانفرنس بادشاہی مسجد لاہور!	// // //	15
ختم نبوت کانفرنس لاہور کا آنکھوں دیکھا حال!	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	22
ختم نبوت کانفرنس فیصل آباد کی رپورٹ!	مولانا عبدالخالق	30
سید امیر حسین گیلانیؒ کا وصال!	مولانا اللہ وسایا	32

ردقادیانیت

ظفراللہ کی وزارت پہ ناچنے والو! یہ کھونٹا کب تک رہے گا جس پر تم ناز کررہے ہو!	حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ	36
علامات قیامت اورامام مہدی کا ظہور!	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	46
ذلت اور رسوائیوں کا ٹھیکیدار......مرزا قادیانی!	مولانا قاضی عبدالخالق	50

متفرقات

جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	54

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

قلم برداشتہ

الحمدللہ! پاکستان کی نیشنل اسمبلی نے معاہدہ سوات کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کرلی۔ صدر مملکت جناب آصف زرداری نے دستخط کردیئے۔ امید کی جانی چاہیے کہ اس سے ملک کے حالات پر مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔ امریکہ بہادر اور اس کے حواری جو جمہوریت کا راگ الاپتے اور اس کی مالا جپتے رہتے ہیں وہ ایک جمہوری ملک کی جمہور کی نمائندہ قرارداد کو آسانی سے ہضم کرلیتے ہیں یا نہیں۔ یہ آنے والا وقت بتائے گا۔

مارچ، اپریل میں ملک بھر میں ختم نبوت کانفرنسوں کا انعقاد انعام باری تعالیٰ ثابت ہوا۔ فیصل آباد میں ساڑھے بارہ بجے رات تک ایک لاکھ انسانوں نے دل جمعی وثابت قدمی سے کانفرنس میں شرکت کی۔ تمام قیادت کی سٹیج پر رونمائی ہوئی۔ بیانات ہوئے۔ عوام کی اللہ تعالیٰ نے حاضری لگائی۔ بارش سے گناہ دھوکر حاضرین کو گھروں کو بھیج دیا۔ لاہور کی کانفرنس عصر سے صبح پونے چار بجے تک جاری رہی۔ خوب جوش وخروش تھا۔ سٹیج پر ایک نوجوان نے من پسند نعرہ بازی کے لئے سپیکر کو گرفت میں لینے کی کوشش کی تو اسے پکڑ کر ہٹانا پڑا۔ ایک مقامی کرم فرماء کے بیٹے نے بغیر پاس کے سٹیج پر آنے کی کوشش کی۔ روکا تو تکرار ہوئی ایک پریس والے کو ایک نعرہ باز نے تھپڑ مار کر عقلمندی کا علم بلند کیا۔ پریس والوں نے احتجاج کیا تو معمولی شور ہوا۔ مولانا محمد حسن دامت برکاتہم جیسے بزرگ کو آکر اپیل کرنا پڑی۔ اتنے بڑے اجتماع میں اتنا ہو جانا ان حالات میں اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں۔

آمین بحرمۃ النبی الکریم!

جنگ موتہ کے تین سپہ سالار!

علامہ محمد عبداللہ

فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اطراف وجوانب کو سفارتیں روانہ کیں۔ بصرہ شام کی طرف ایک سرحدی ریاست تھی۔ جہاں قیصر روم کا نمائندہ حکومت کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کے پاس بھی ایک سفیر کو گرامی نامہ دے کر روانہ فرمایا۔ اس حکمران نے مسلمان سفیر کو باندھ کر بڑی بے دردی سے قتل کرادیا۔ یہ اقدام سفارتی آداب کے بھی خلاف تھا۔ اس سے بدلہ لینے کے لئے آپ ﷺ نے اس طرف سپاہ روانہ فرمائی۔ اپنے متبنیٰ حضرت زید بن حارثہؓ، اپنے چچازاد بھائی حضرت جعفرؓ اور اپنے شاعر حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو نامزد فرمایا کہ پہلے کے شہید ہوجانے پر دوسرا اور دوسرے کے شہید ہوجانے پر تیسرا سالار ہوگا۔ اب مختصراً ان حضرات کا تعارف سنئے:

حضرت زید بن حارثہؓ کا تعلق قبیلہ کعب سے تھا۔ لڑکپن میں اپنی والدہ کے ساتھ ننھال گئے۔ ان لوگوں کا ایک دشمن قبیلہ ان پر حملہ آور ہوا اور وہ شاید دوسرے قیدیوں کے علاوہ زید کو بھی گرفتار کر کے لے گیا۔ عکاظ کے میلے کے موقعہ پر ان کے مالک نے انہیں وہاں لے جاکر فروخت کردیا۔ حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے حکیم بن حزام نے انہیں خرید کر چار سو درہم میں اپنی پھوپھی کو دے دیا اور جب حضرت خدیجہؓ کا عقد آنحضرت ﷺ سے ہوا تو انہوں نے وہ غلام حضور ﷺ کو دے دیا۔ حضور ﷺ اپنی طبیعت کے موافق ان سے بہت مشفقانہ برتاؤ فرماتے۔ ادھر ان کے والدین اپنے لخت جگر کے فراق میں سخت پریشان رہتے تھے۔ ایک دفعہ حج کے موقعہ پر بنوکعب کے چند ہمسایوں نے زید کو مکہ میں دیکھ لیا۔ زید نے بھی انہیں پہچان لیا۔ انہوں نے چند شعروں کے ذریعے گھر والوں کو پیغام بھیجا جن کا حاصل یہ ہے:

’’میں دور رہ کر اپنی قوم کو یاد کرتا ہوں۔ جبکہ میں مقامات مقدسہ کے نزدیک بیت اللہ میں مقیم ہوں۔ تم اپنے حزن وملال کو ختم کردو۔‘‘

ان حجاج نے واپس جاکر زیدؓ کے والد کو سارا واقعہ سنایا۔ اب ان کے والد حارثہ اور چچا مکہ شریف پہنچے۔ حضور ﷺ سے ملے اور اپنا عذر پیش کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ زیدؓ کو بلا کر اس سے پوچھ لیتے ہیں کہ وہ کیا چاہتا ہے؟۔ چنانچہ انہیں بلا کر پوچھا۔ انہوں نے اپنے والد اور چچا کو بخوبی پہچان لیا۔ مگر ان کے ساتھ جانے پر حضور ﷺ کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی:

مجھے کافی ہے سایہ مصطفیٰ کا
مجھے حسرت نہیں ظل ہما کی

اب حضور ﷺ زیدؓ کو کعبے کی طرف لے گئے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر اعلان فرمایا کہ آج سے زیدؓ میرا بیٹا ہے۔ چنانچہ لوگ انہیں زیدؓ بن محمدؐ کہنے لگے۔ اس طرح ان کے والد اور چچا بھی خوش ہوگئے۔ یہ واقعہ بعثت سے پہلے کا ہے۔ جب اسلام آیا تو غلاموں میں سب سے پہلے حضرت زیدؓ نے اسلام قبول کیا اور جب حضور ﷺ طائف تشریف

لے گئے اور وہاں کے ساہوکاروں نے بڑی بدسلوکی دکھائی تب بھی حضرت زیدؓ ہمراہ تھے۔

حضرت جعفرؓ۔ حضرت ابوطالب کے چار بیٹے تھے۔ طالب، عقیل، جعفر اور علی۔ یہ عجیب تاریخی اتفاق ہے کہ ہر دو بھائیوں میں دس دس سال کا فاصلہ ہے۔ حضرت جعفرؓ نے ابتداء ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور جب پیچھے سے قریش کے ایلچی حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس پہنچے اور دربار میں مہاجرین کی طلبی ہوئی تو حضرت جعفرؓ نے جوابی تقریر کی اور سورہ مریم کی تلاوت فرمائی۔ نجاشی اسے سن کر بڑا متاثر ہوا۔ اس نے سفیروں کو ناکام واپس کر دیا۔ حضرت جعفرؓ فتح خیبر کے موقع پر واپس آئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی آمد پر بہت خوش ہوئے۔

حضرت جعفرؓ حسن صورت کے علاوہ حسن سیرت کے بھی مالک تھے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا:

''اشبهت خلقی و خلقی'' ترجمہ: ''تم صورت اور سیرت میں مجھ سے بہت مشابہت رکھتے ہو۔''

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ جلیل القدر انصاری خزرجی صحابی ہیں۔ بلند پایہ شاعر تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے دفاع فرماتے تھے۔ خندق کی کھدائی کے موقعہ پر رجز گا گا کر مسلمانوں کو گرماتے تھے۔ سفر کے موقعہ پر عموماً رسول اللہ ﷺ کے آگے آگے رہتے اور راستہ بناتے ہوئے چلتے۔ کئی سرایا میں آپ کو سالار بنا کر بھجوایا گیا۔

اب ہم اصل قصہ کی طرف آتے ہیں:

تین ہزار افراد پر مشتمل یہ سپاہ ادھر سے روانہ ہوئی۔ ادھر قیصر روم کو خبر ملی تو وہ ایک لاکھ فوج لے کر مقابلے کے لئے آ گیا۔ مسلمانوں پر شوق شہادت غالب تھا۔ اس لئے وہ نفری کم ہونے کے باوجود جرار لشکر سے گتھ گئے۔ حضرت زیدؓ داد شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو گئے تو پرچم حضرت جعفرؓ نے سنبھال لیا۔ بے جگری سے لڑتے لڑتے انہوں نے جام شہادت نوش فرمایا۔ ان کے دونوں ہاتھ کٹ گئے تھے۔ ان کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے پرچم سنبھالا اور لڑتے لڑتے وہ بھی شہید ہو گئے۔ یہ لڑائی شام کی سرزمین موتہ کے مقام پر ہو رہی تھی اور رحمت دو عالم ﷺ یہاں مدینہ کی مسجد میں بیٹھے ہوئے آنسو بہا رہے تھے اور جنگ کا نقشہ دیکھ دیکھ کر فرماتے ہیں کہ:

اب زیدؓ شہید ہو گئے۔ اب جعفرؓ شہید ہو گئے ہیں۔ اب عبداللہ بن رواحہؓ شہید ہو گئے ہیں۔ اب جھنڈا سیف من سیوف اللہ خالد بن ولیدؓ نے سنبھال لیا ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ: ''حضرت جعفرؓ کے بدن پر نوے سے زائد زخم آئے تھے۔'' حافظ ابن القیمؒ نقل فرماتے ہیں کہ: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان تینوں کو بہشت میں سونے کے پلنگوں پر دیکھا۔'' ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: ''ان تینوں کو موتیوں کے خیمے میں الگ الگ پلنگ پر دیکھا۔''

حضرت جعفرؓ کے بارے میں خصوصیت سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کٹے ہوئے بازوؤں کے بدلے میں دو پر دے دیئے ہیں جن کے ساتھ وہ بہشت میں جہاں چاہتے ہیں اڑتے پھرتے ہیں۔ (زاد المعاد ص ۳۷۶)

ہمارے بعد کہاں یہ وفا کے ہنگامے ...... کوئی کہاں سے ہمارا جواب لائے گا

رضی اللہ عنہ وارضاہ!

ختم نبوت اور امت کی ذمہ داریاں!

مولانا سعید احمد پالنپوری

’’الحمدللّٰہ رب العلمین، والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وخاتم النبیین وعلیٰ اٰلہ وصحبہ اجمعین ۰ اما بعد! اللہ رب العالمین کا تعارف، حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرعون لعین کے روبرو اس طرح کرایا ہے۔

’’قال ربنا الذی اعطیٰ کل شئ خلقہ، ثم ھدیٰ (طٰہٰ:۵۰)‘‘ ﴿کہا! ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کے مناسب بناوٹ عطاء فرمائی۔ پھر راہ نمائی فرمائی۔﴾

یعنی کائنات کی ہر چیز کو جیسا ہونا چاہئے تھا۔ پہلے اس کو ویسا ہی بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ہر مخلوق کے لئے جو شکل وصورت اور جو اوصاف وکمالات مناسب سمجھے، عطاء فرمائے۔ پھر اللہ تعالیٰ ہی نے سب کی راہنمائی بھی فرمائی۔ جو مخلوق جس راہنمائی کی محتاج تھی، سب کی حاجت روائی فرمائی۔ انسان پیدا کیا گیا تو اس کی سب سے پہلی اور سب سے بڑی ضرورت ’’بقاء‘‘ تھی۔ چنانچہ اس کی صورتیں اس کو الہام کی گئیں۔ بچے کو ابتدائے پیدائش کے وقت، جب کہ اس کو کوئی بات سکھانا کسی کے بس میں نہیں تھا۔ یہ کس نے سکھایا کہ ماں کی چھاتی سے اپنی غذا حاصل کرے؟ چھاتی کو دبا کر چوسنے کا ہنر اس کو کس نے بتلایا؟ بھوک پیاس، سردی گرمی کی تکلیف ہو تو رو پڑنا اس کی ساری ضروریات پوری کرنے کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ مگر یہ رونا اس کو کس نے سکھایا ہے؟ یہی وہ ہدایت ربانی ہے جو ہر مخلوق کو اس کی حیثیت اور ضرورت کے مطابق غیب سے بغیر کسی کی تعلیم کے عطاء ہوئی ہے۔ اس طرح اللہ رب العالمین نے ہر مخلوق کو ایک خاص قسم کا ادراک وشعور بخشا ہے۔ جس کے ذریعہ اس کو ہدایت کردی ہے کہ وہ کس کام کے لئے پیدا کی گئی ہے اور اسے کیا کرنا ہے۔

عام مخلوقات کے لئے تو اتنی رہنمائی کافی تھی۔ مگر اہل عقول، جن وانس، اس تکوینی ہدایت کے علاوہ ایک دوسری ہدایت کے بھی محتاج تھے اور وہ بھی روحانی یا تشریعی ہدایت۔ کیونکہ تکوینی ہدایت انسان کی صرف مادی ضروریات پوری کرتی ہے۔ جب کہ انسان کا قلب وضمیر، اور عقل وفہم۔ جن کی وسعت پذیری کا کوئی اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ سب سے زیادہ ہدایت ربانی کے محتاج تھے۔ سورۂ فاتحہ میں ان کو جو دعاء تلقین فرمائی گئی ہے اور جسے بار بار پڑھنے کا ان کو حکم دیا گیا ہے وہ ’’اھدنا الصراط المستقیم‘‘ (الٰہی! ہمیں سیدھا راستہ دکھلا دیجئے) ہے۔ یہ دعاء واضح کرتی ہے کہ انسان کے لئے تکوینی اور مادی ضروریات سے بھی اہم اور مقدم روحانی اور تشریعی ہدایت ہے۔ پھر بھلا کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مادی ضروریات کا تو سامان کریں۔ مگر اس کی سب سے اہم ضرورت سے صرف نظر فرمالیں؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی رحمت خاصہ اور ربوبیت کاملہ نے انسان کی اس ضرورت کا بھی انتظام فرمایا اور سب سے پہلے انسان سیدنا حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت

آدم علیہ السلام مرسل بھی تھے اور مرسل الیہ بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ سے ہدایات حاصل فرماتے تھے اور اس کے مطابق زندگی گذارتے تھے۔ پھر ان کے ذریعہ ان کی اولاد تک اللہ کی ہدایت پہنچی۔

روحانیت کا یہ نظام ہزاروں سال تک اپنے ارتقائی منازل طے کرتا رہا۔ تا آنکہ اس کی ترقی حد کمال پر جاکر رک گئی اور اپنی تمام تابانیوں کے ساتھ آفتاب ہدایت طلوع ہوا۔ جس کی ضیاء پاشی سے عالم کا چپہ چپہ روشن ہوگیا اور دنیا نجوم وکواکب کی روشنی سے مستغنی ہوگئی اور انسانیت کو یہ مژدہ جانفزا سنایا گیا کہ:

''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً''

﴿آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تام کر دیا اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین بننے کے لئے پسند کر لیا۔﴾

ساتھ ہی دین اسلام کی حفاظت کا اعلان بھی فرمایا گیا کہ:

''انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون'' ﴿بے شک ہم ہی نے نصیحت (قرآن کریم) نازل فرمائی ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔﴾

جب دین پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تام ہوگئیں اور دین اسلام کی قیامت تک کے لئے حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لے لی۔ تو اب سلسلۂ نبوت ورسالت کی کوئی حاجت باقی نہ رہی۔ اس لئے ایک سلسلۂ بیان میں صاف اعلان کر دیا گیا کہ:

''ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰه، وخاتم النبیین''

﴿(حضرت) محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ ہاں اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔﴾

احادیث متواترہ میں بھی آپ ﷺ کی خاتمیت مختلف انداز سے واضح کی گئی ہے اور شروع سے آج تک پوری امت کا اس عقیدہ پر اجماع ہے کہ سرورکونین، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ کی ذات سے قصر نبوت تکمیل پذیر ہوچکی ہے۔ اب کسی نبی کی نہ ضرورت ہے نہ امکان ہے اور جو بوالہوس ایسا دعویٰ کرے وہ جھوٹا، افتراء پرداز، مرتد اور ملعون ہے۔ اس جگہ پہنچ کر ایک سوال قدرتی طور پر ابھر کر سامنے آتا ہے کہ یہ صحیح ہے کہ اللہ کی ہدایت کتاب وسنت کی شکل میں اپنی اصلی صورت میں آج موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گی۔ اس لئے اب کسی بھی طرح کے کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر انبیاء کے بغیر اللہ کی یہ ہدایت لوگوں تک پہنچائے گا کون؟

حضرات انبیاء کرام کا کام اللہ تعالیٰ سے ہدایات حاصل کر کے لوگوں تک پہنچانا تھا۔ آج چونکہ ہدایات ربانی موجود ہے۔ اس لئے تحصیل دین کی ضرورت تو نہیں ہے۔ مگر تبلیغ دین تو بہرحال ضروری ہے؟ اسی طرح اپنوں اور پرایوں کی چیرہ دستیوں سے دین کی حفاظت کی بھی ضرورت ہوگی۔ یہ فریضہ کون انجام دے گا؟ اس کا جواب واضح ہے کہ ذمہ داری امت کے سپرد کی گئی ہے۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے:

”کنتم خیر امة اخرجت للناس، تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنکر وتؤمنون باللہ“ ﴿آپ لوگ (علم الٰہی میں) بہترین امت تھے جو لوگوں کے نفع کے لئے ظاہر کی گئی ہے جو نیک کام کا حکم دیتی ہے اور بری باتوں سے روکتی ہے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتی ہے۔﴾

حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:

”بلغوا عنی ولو اٰیة“ ﴿میری طرف سے لوگوں کو (دین) پہنچاؤ، چاہے ایک ہی آیت ہو۔﴾

مشہور جملہ جو زبان زد عام وخاص ہے کہ:

”علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل“ ﴿میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔﴾

یہ جملہ حدیث ہونے کے اعتبار سے تو بے اصل ہے۔”قال القاری: حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل، لا اصل له، کماقال الدمیری والزرکشی، والعسقلانی۔ (المصنوع فی الاحادیث الموضوع لعلی القاری ص۱۲۳)“

مگر مضمون کے اعتبار سے قرآن وحدیث کا نچوڑ ہے۔ اس قول میں علماء امت کا مقام ورتبہ نہیں۔ بلکہ ذمہ داری بتائی گئی ہے کہ جس طرح دین موسوی کی حفاظت واشاعت کی ذمہ داری انبیاء بنی اسرائیل کو تفویض ہوتی تھی۔ اسی طرح دین مصطفوی کی تبلیغ واشاعت اور حفاظت وصیانت کی ذمہ داری علماء امت کو سپرد کی گئی ہے۔

ایک حدیث شریف میں پیشین گوئی کے انداز میں خبر دی گئی ہے کہ:

”یحمل هذا العلم من کل خلف عدوله ینفون عنه تحریف الغالین، وانتحال المبطلین وتاویل الجاهلین (مشکوٰۃ کتاب العلم)“ ﴿یہ علم دین ہر آئندہ نسل کے معتبر لوگ حاصل کریں گے جو اس دین سے غلو کرنے والوں کی تحریفات، باطل پرستوں کی ادعات اور جاہلوں کی تاویلات کو دور کریں گے۔﴾

الغرض! عقیدۂ ختم نبوت برحق ہے۔ دین کی حفاظت واشاعت کے لئے اب کسی طرح کے کوئی، نبی تشریف نہیں لائیں گے۔ یہ فریضہ پوری امت کو اور خاص طور پر علماء امت کو انجام دینا ہے۔ الحمدللہ امت کبھی اپنے اس فریضہ سے غافل نہیں ہوئی۔ مگر یہ بھی واقعہ ہے۔ فی الوقت اندر اور باہر کام کا جو تقاضا ہے وہ شاید پورا نہیں ہو رہا ہے۔ خود امت استجابہ میں ایک بڑی تعداد ایسی موجود ہے جن تک تعلیمات نبویؐ تفصیل کے ساتھ نہیں پہنچ سکی ہیں اور وہ دین کی بنیادی باتوں سے بھی بیخبر ہیں اور ایسے مسلمان بھی ہیں جن کو دین اس کی اصلی صورت میں نہیں پہنچا۔ جس کی وجہ سے وہ طرح طرح کی بدعات وخرافات میں مبتلا ہیں۔ اس کے علاوہ انسانی دنیا کا تقریباً آدھا حصہ وہ ہے جن تک دین کی دعوت بھی شاید نہیں پہنچ سکی ہے۔ ضرورت ہے کہ یہ نمائندہ اجتماع اس سلسلہ میں عملی اقدام کے لئے غور وفکر کرے اور اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے کمر بستہ ہو کر میدان عمل میں اتر آئے۔

”واٰخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین“

خطبہ استقبالیہ ختم نبوت کانفرنس دھوبی گھاٹ فیصل آباد!

5اپریل2009ء

منجانب: مولانا صاحبزادہ عزیز احمد معاون، امیر مرکزیہ دامت برکاتہم!

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ الحمدللہ وکفیٰ وسلام علیٰ سیدالرسل وخاتم الانبیاء ۰ امابعد!

حضرات علماء کرام، مشائخ عظام، دینی مدارس کے مہتمین حضرات، اساتذہ ومدرسین، وشیوخ حدیث دینی جماعتوں کے سربراہان ونمائندگان، فیصل آباد کی تمام مذہبی، سیاسی، شخصیات،قرب وجوار کے تمام اضلاع وشہروں سے تشریف لانے والے معززین مہمانان گرامی، مدعومہمانان ذی وقار، خطباء، قراء، شعراء، غرض اس مقدس مذہبی ونظریاتی اجتماع میں کسی بھی اعتبار سے شریک ہونے والے محترم گرامی قدر شرکاء، سب سے پہلے آپ ہم سب کواللہ رب العزت کا لاکھوں لاکھ شکرادا کرنا چاہئے کہ ایک نیک مقصداور جذبہ صادق کے تحت اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے اس مقدس اجتماع میں شریک ہونے کی توفیق عنایت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس مخلصانہ حاضری کوقبول فرمائیں۔ اپنی رحمت اور حضور علیہ السلام کی شفاعت کا ذریعہ بنائیں۔ آمین! بحرمة النبی الکریم!!

اس کے بعد مجھے اس عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کے آپ تمام شرکاء کا بصمیم قلب شکریہ ادا کرنا ہے کہ آپ نے اپنی گوناں گوں مصروفیات کے باوجود اس بابرکت اجتماع میں شرکت کے لئے وقت نکالا۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیاوآخرت میں آپ کواس کی بیش ازبیش جزائے خیرنصیب فرمائے۔

حضرات گرامی قدر! جیسا کہ اشتہارات، سٹکرز، دعوت نامہ، ہینڈبل کے ذریعہ آپ کومعلوم ہے کہ اس ۵/اپریل ۲۰۰۹ء کی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہمارے اکابر کی قائم کردہ جماعت ہے۔ اندرون وبیرون ملک اس کی گرانقدر خدمات سے ایک زمانہ واقف ہے۔ پاکستان بننے کے بعد حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ، مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ، فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ، شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے اپنے اپنے عہد میں اس کی قیادت وامارت کا فرض منصبی احسن طور پر نبھایا۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ، مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا محمد شریف کاشمیریؒ، مولانا فیض احمدؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا انیس الرحمٰن لدھیانویؒ، مولانا محمد عبداللہؒ، شہید اسلام آبادیؒ، مولانا قاری لطف اللہ شہیدؒ، مولانا شیخ احمد شہیدؒ، مولانا مفتی جمیل احمد خان صاحبؒ، صاحبزادہ طارق محمودؒ، جیسے بیسیوں اکابر اپنے اپنے دور میں اس کی مرکزی شوریٰ کے رکن رہے۔ آج شیخ المشائخ امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ، نائب امیر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ، مجلس کے روح رواں اور بزرگ رہنماء شیخ

الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی، مرکزی ناظم اعلیٰ یادگار اسلاف مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ایسے اکابر اس جماعت کی قیادت فرمارہے ہیں۔

حضرات گرامی قدر! قادیانی فتنہ کے احتساب کے لئے تمام مکاتب فکر کی قیادت میں علماء کرام نے اپنے اپنے دور میں جس طرح امت کی رہنمائی فرمائی وہ ہم سب کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ پوری تاریخ کو دہرانا اور تمام شخصیات کا احاطہ کرنا اس مختصر وقت میں ممکن نہیں۔ وہ سب اللہ رب العزت کے مقبول بندے تھے جو اس مقدس کام کے لئے محنتیں کر گئے۔ ان سب کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنا ہمارے فرائض منصبی میں شامل ہے اور ان کے احسانات کے نیچے ہماری گردنیں جھکی ہوئی ہیں۔ میں ان تمام مناظرین اسلام ومجاہدین وشہدائے ختم نبوت، خطباء اسلام، تمام دینی جماعتوں کے سربراہان رہنمایان کو بھرپور خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور اس اجتماع کے ذریعہ ہر وہ شخص جس نے ایک لحہ کے لئے بھی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دیا ہے ان سب کے لئے دعاء کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرماکر ان سب کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آمین!

بحرمة النبی الکریم وعلیٰ آله وبارك وسلم!

حضرات گرامی! پاکستان بننے کے بعد قادیانیت نے پاکستان کو اپنی ارتدادی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ انہیں انگریز گورنر موڈی نے پنجاب کے قلب میں ہزاروں ایکڑ قطعہ اراضی چنیوٹ کے جوار میں الاٹ کیا۔ جس میں قادیانی جماعت نے محض قادیانیوں کو منصوبہ بندی کے تحت آباد کیا۔ یوں ایک محفوظ کمین گاہ مل جانے کے باعث وہ پورے پاکستان کو قادیانی مملکت بنانے کے نقشے بنانے لگے۔ پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ سرظفر اللہ خاں قادیانی کو بنایا گیا۔ اس نے پاکستان کے تمام سفارتخانوں کو قادیانیت کے پرچار کے کام پر لگادیا۔ پاکستان کا پہلا الیکشن ہوا تو قادیانیوں کو مسلمانوں میں شمار کیا گیا۔ چاروں طرف سے قادیانیت کے عفریت نے اسلامیان وطن کو گھیر لیا۔ اس وقت کی ہماری دینی قیادت، تمام مشائخ، علماء، تمام مکاتب فکر نے رحمت دوعالم ﷺ کے وصف خاص ختم نبوت کے تحفظ کے لئے یک جان ہوگئے۔ تب آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم ہوئی اور مشہور زمانہ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء چلائی گئی۔ اس کے نتیجہ میں اسلامیان وطن پر قادیانیت کے کفر بواح کی حقیقت آشکارا ہوئی۔ بلاشبہ وہ تحریک برصغیر کی سب سے بڑی پرامن مذہبی تحریک تھی۔ قادیانی اوباشوں اور قادیانی نواز حکومتی مشینری میں چھپے آستین کے سانپوں نے اس تحریک کو دبانے کے لئے ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیئے۔ جبر واستبداد کی ایسی داستان رقم کی کہ جس سے انسانیت تھرااٹھی۔ لیکن قربان جائیں کہ ہمارے اسلاف اور ان کی تربیت یافتہ عوام نے تمام ظلم اپنے اوپر برداشت کئے۔ لیکن قادیانی کفر کے مقابلہ کے لئے مرد میدان بنے رہے۔ اس کی مکمل تاریخ پیش کرنا مقصود نہیں۔ صرف اشاروں پر اکتفاء کر رہا ہوں۔ لیکن اس امر کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں۔ تب اس تحریک میں اس شہر فیصل آباد کے باسیوں نے اپنے رہنماؤں کی قیادت میں جس بے جگری وجان سوزی کے تحت تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں حصہ لیا وہ تحریک کا سنہری باب ہے۔ آج اس عظیم الشان اجتماع کے لئے جس گراؤنڈ دھوبی گھاٹ میں

جمع ہیں اس گراؤنڈ کا ذرہ ذرہ ان مخلصین ومجاہدین ورضا کاران ختم نبوت کی شاندار جدوجہد ومخلصانہ مساعی جمیلہ پر گواہ ہے۔اس عظیم اجتماع میں شریک ہر شخص کو جہاں آج کے مقررین کی ایمان پرور گفتگو کو سننا ہے وہاں میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس اجتماع گاہ میں مجاہدین ختم نبوت وسرفروشان اسلام کے نشانہائے پائے کو بھی تلاش کریں اور ان کے نقش قدم پر چلنے کا عزم بھی کریں۔

حضرات گرامی قدر! اس تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء نے قادیانیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے سامنے بند باندھا۔قادیانیت عوامی محاذ سے شکست خوردہ ہوکر دبک گئی اور اب اس نے سرکاری دوائر میں جال بچھانا شروع کیا۔۱۹۷۴ء میں وہ سمجھے کہ اب ہم نے اتنا رسوخ حاصل کرلیا ہے کہ کسی وقت بھی شب خون مار کر زمام حکومت ہاتھ میں لے سکتے ہیں۔اس نشہ میں مست ہوکر ۲۹رمئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر اسٹیشن پر نشتر کالج ملتان کے طلباء پر ظالمانہ حملہ کیا۔اس کے نتیجہ میں جو تحریک چلی فیصل آباد نے اس تحریک میں بھی قائدانہ کردار ادا کیا۔مجاہد ختم نبوت مولانا تاج محمودؒ، مبلغ اسلام مولانا مفتی زین العابدینؒ، مولانا عبیداللہ احرارؒ، مولانا عبدالمجید نابیناؒ، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ، مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ، مولانا محمد صدیقؒ، مولانا مفتی سیاح الدینؒ، مولانا محمد اسماعیلؒ، مولانا صاحبزادہ افتخار الحسنؒ، مولانا صاحبزادہ فضل رسول، شیخ الحدیث مولانا نذیر احمدؒ، مولانا مجاہد الحسینی، مولانا محمد اشرف ہمدانی، مولانا مفتی ضیاء الحق، مولوی فقیر محمد، مولانا محمد یوسف انور۔غرض اس وقت کی پوری دینی قیادت نے جس بے جگری سے اس تحریک میں حصہ لیا وہ ہم سب کی طرف سے مبارک باد کے مستحق ہیں۔اسلامیان فیصل آباد، تاجر برادری، عوام وخواص نے جس خلوص کے ساتھ اس تحریک کو پروان چڑھایا اس کو بھلانے سے بھی نہیں بھلایا جاسکتا۔فیصل آباد کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہوگی کہ آپارٹیز مرکزی مجلس عمل کا مرکزی انتخاب جس میں شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوریؒ کو مرکزی مجلس عمل کا سربراہ بنایا گیا۔وہ تاریخی اجتماع بھی فیصل آباد میں منعقد ہوا۔

حضرات گرامی! اس کے بعد مرحلہ آتا ہے۔تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء کا اس میں بھی فیصل آباد کا بہت بڑا حصہ ہے۔اس موقع پر کارخانہ بازار میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد اسلامیان فیصل آباد کی عقیدہ ختم نبوت کے ساتھ گہری والہانہ وابستگی کی دلیل ہے۔فیصل آباد کی جن شخصیات کا ذکر کیا جاچکا ہے سوائے چند ایک کے کہ اللہ تعالیٰ ان کو لمبی صحت والی زندگی نصیب فرمائے۔باقی حضرات ایک ایک کرکے اللہ رب العزت کے حضور چلے گئے۔قادیانی بھی غیر مسلم اقلیت قرار پائے، امتناع قادیانیت آرڈیننس بھی جاری ہوا۔ہم نے سمجھا کہ قادیانیت کا مسئلہ حل ہوگیا۔قادیانی غیر مسلم بن کر ملک کے پرامن شہری کا کردار ادا کریں گے۔لیکن قادیانی فتنہ جس نے رحمت عالم ﷺ کی ذات اقدس کے خلاف بغاوت میں عار محسوس نہ کی اس نے ملکی آئین کا کیا احترام کرنا تھا۔پہلے وہ خداتعالیٰ اور مصطفیٰ کریم ﷺ کے باغی تھے۔اب انہوں نے آئین پاکستان سے بغاوت کی۔اپنے آپ کو حقیقی مسلمان اور اسلامیان پاکستان وغلامان محمد ﷺ کو سرکاری مسلمان کہہ کر شرافت کا منہ چڑایا۔

حضرات گرامی قدر! منبرومحراب سے لے کر نیشنل اسمبلی تک، لوئر کورٹ سے لے کر سپریم کورٹ تک،

پاکستان سے لے کر جنوبی افریقہ تک، مکہ مکرمہ رابطہ عالم اسلامی سے لے کر انڈونیشیاء کے حالیہ فیصلہ تک، ہر محاذ پر قادیانیت نے شکست پہ شکست کھائی، قادیانی جماعت کا مرکز پاکستان سے برطانیہ منتقل ہوا۔ آج قادیانی جماعت کا سربراہ پاکستان میں قدم رکھنے سے کنی کتراتا ہے۔ قادیانی طبقہ سے وابستہ بہت سے افراد پر قادیانیت کی حقیقت الم نشرح ہوئی۔ لیکن قادیانی قیادت اتنی ڈھیٹ واقع ہوئی ہے کہ انہوں نے مذبوحی حرکات کو ترک نہیں کیا۔ ہمارے ملک عزیز میں ان فیصلوں کے بعد تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ، ایم۔ آر۔ ڈی کی تحریک، لسانی تنازعہ، شیعہ سنی قضیہ، عراق ایران جنگ، عراق کویت جنگ، افغانستان پر روسی پھر امریکہ کی یلغار سے لے کر سانحہ لال مسجد تک ایسے مسائل کھڑے ہوئے کہ قادیانی فتنہ کے احتساب نے ثانوی حیثیت اختیار کرلی۔ قادیانی زخمی سانپ نے شکست کی مٹی چاٹ کر پھر رینگنا شروع کیا۔ پرویز کے دور حکومت اور موجودہ حالات میں وہ آئین سے ان دفعات کو حذف کرانے کے خواب دیکھنے لگے۔ امریکہ بہادر، این۔ جی اوز میں شامل یہودی لابیوں کے زلہ خوار بن کر وہ ہمارے دستوری فیصلوں کو کالعدم قرار دینے کے نقشے بنانے لگے۔ ان حالات میں ملک بھر کے ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ختم نبوت کانفرنسوں کے انعقاد کا فیصلہ کیا۔ البتہ فیصل آباد کے آج کی اس کانفرنس کو اوراا اپریل کی بادشاہی مسجد لاہور کو مثالی طور پر منعقد کرنے کا فیصلہ کیا بہت ہی مبارک باد کی مستحق ہے۔ ہمارے ملک کی دینی قیادت، دینی جماعتیں وادارے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرنے والے افراد وشخصیات تمام مکاتب فکر بالخصوص جمعیت المدارس سے وابستہ ہمارے دینی مدارس اور ان کے ذمہ داران کہ انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اس صدائے فقیرانہ پر بھرپور محبت بے پناہ ولولہ نو کے تحت لبیک کہا۔ آج کا یہ اجتماع ان کی اس بے لوث خدمات کا مظہر اتم ہے۔ تمام حضرات علماء کرام کی اس مخلصانہ جدوجہد پر ہم ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور ان کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ حق تعالیٰ دارین میں اس کی ان کو بہت جزائے خیر نصیب فرمائے۔

حضرات گرامی قدر! قادیانی امت نے آنحضرت ﷺ کے بعد ایک متنبی غلام قادیان کو اپنا نبی اور رسول مان کر امت محمدیہ سے اپنا رشتہ منقطع کیا۔ مرزائے قادیان ملعون نے جہاں بے شمار دعوے کئے وہاں اس نے ظل وبروز، حلول تناسخ کی ایرانی متنبی بہاء اللہ کی غیر اسلامی اصطلاحات کی آڑ میں محمد رسول اللہ ﷺ ہونے کا دعویٰ کیا۔ مرزا قادیانی نے آنحضرت ﷺ کے دو ظہور قرار دیئے۔ ایک مکہ مکرمہ میں آنحضرت ﷺ کا آنا اور دوسرا قادیان میں مرزا قادیانی کی شکل میں آنے کو محمد رسول اللہ ﷺ کا آنا قرار دیا۔ اپنے دیکھنے والوں کو مرزا نے صحابی کہا، اپنے خاندان کو اہل بیت، اپنے ماننے والوں کو مسلمان کہا، اور حضور علیہ السلام کی امت کو کافر قرار دیا۔ ایک یہودی خود کو یہودی، ایک عیسائی خود کو عیسائی، ایک ہندو خود کو ہندو اور حضور علیہ السلام کے ماننے والوں کو مسلمان کہتا ہے۔ لیکن قادیانی ایسے کافر ہیں جو غلام احمد کے ماننے والوں کو مسلمان اور محمد عربی ﷺ کے ماننے والوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ آج یہودی خود جھوٹے ہیں۔ لیکن ان کے نبی سیدنا موسیٰ علیہ السلام سچے تھے۔ آج عیسائی خود جھوٹے ہیں۔ لیکن ان کے نبی سیدنا مسیح علیہ السلام سچے نبی تھے۔ قادیانی یہودیوں وعیسائیوں سے بھی بدتر کافر ہیں کہ خود بھی جھوٹے ہیں۔

ان کا گرو مرزا قادیانی بھی جھوٹا تھا۔ ان سے خود بچنا اور پوری امت محمدیہ کو بچانا ہمارا فرض منصبی ہے۔ آج اگر قادیانیت زندہ ہے تین امور کی بنیاد پر زندہ ہے۔ نمبر۱: اپنی تنظیم کی بنیاد پر۔ نمبر۲: حکومت کے اپنے بنائے ہوئے قانون پر عمل نہ کرنے کے باعث۔ نمبر۳: قادیانی زندہ ہیں تو مسلمانوں کی بے حسی کی بنا پر۔ اگر آپ اور ہم نے قادیانیوں کا بائیکاٹ کیا ہوتا تو قادیانی سوچتے کہ مرزا قادیانی کو مان کر ہم مسلم سوسائٹی اور مسلم امہ کا حصہ نہیں رہ سکتے تو وہ قادیانی ملعون کے جوا کو اپنی گردن سے اتار پھینکنے کا سوچتے۔ وہ مرزا قادیانی کو نبی مان کر مسلمانوں میں گھسے ہوئے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ مرزا کو مان کر مسلم سوسائٹی ہمیں قبول کرتی ہے تو مرزا ملعون کو ترک کرنے کا داعیہ ان میں پیدا نہیں ہوتا۔

حضرات گرامی قدر! آپ حضرات جانتے ہیں کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے اسلاف کی وضع کردہ پالیسی کے مطابق عدم تشدد کی پالیسی پر گامزن ہے۔ آج تک ہم نے تشدد کی پالیسی اختیار نہیں کی۔ آج پھر اس عزم کو دہرانا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم قانون کے دائرہ میں رہ کر قادیانیت کے احتساب کا کام اور عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی کا عمل جاری رکھیں گے۔ میں اپنے نبی علیہ السلام کے دشمن سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ اپنے نبی علیہ السلام کے باغی قادیانی کی دکان پر نہیں جاتا۔ کون سا قانون ہے جو مجھے مجبور کرے کہ تم نبی علیہ السلام کے باغیوں سے تعلق رکھو۔ ان کے ساتھ کاروبار کرو۔ میرے حق ارادیت کو کوئی مجھ سے چھین نہیں سکتا۔ تو پھر یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اگر اپنے باپ کے دشمن سے تعلق نہیں رکھتے تو نبی علیہ السلام کے دشمن قادیانیت سے بھی اپنا تعلق منقطع کریں۔ نہ صرف خود بلکہ مسلمانوں کو اس کام کے لئے آمادہ کریں ان کو سمجھائیں۔

حضرات گرامی! نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تبلیغ، جہاد تمام دینی امور وفرائض کا تعلق نبی علیہ السلام کے اعمال سے ہے۔ ختم نبوت کا تعلق حضور علیہ السلام کی ذات اقدس سے ہے۔ ختم نبوت کا تحفظ کرنا ذات اقدس ﷺ کی خدمت اور دربانی کرنے کے مترادف ہے۔ یہاں سے جائیں تو اس عزم کے ساتھ لے کر جائیں کہ ہم رحمت دو عالم ﷺ کی ختم نبوت کے لئے باقی زندگی کا ایک ایک لمحہ وقف کردیں گے۔ یہی وہ پیغام ہے جس کے لئے آپ کو یہاں پر جمع کیا گیا ہے۔ یہی وہ فریضہ ہے جس کے لئے آپ کو زحمت دی گئی۔ یہی وہ مقصد ہے جس سے نجات وشفاعت وابستہ ہے۔ اٹھو اور صدیق اکبرؓ کی سنت غار ثور کر دہرانے کے لئے دربان محمد ﷺ و پاسبان ختم نبوت بن جاؤ۔

حضرات گرامی! آج اس اجتماع کے ذریعہ حضرات علماء کرام اور خطباء عظام سے بہت ہی منت کے ساتھ درخواست کرتا ہوں کہ وہ ہر ماہ کا ایک جمعہ عقیدہ ختم نبوت بیان کرنے کے لئے مخصوص کریں۔ ہمارے منبر ومحراب ایک بار پھر ہر ماہ کے ایک جمعہ پر عقیدہ ختم نبوت کے لئے وقف ہو جائیں اور چہار سو عقیدہ ختم نبوت کی صدا بلند ہو تو انشاء اللہ العزیز قادیانی جیسے باغی گروہ ودشمنان رسول اللہ ﷺ کی صف لپیٹنے میں دیر نہ لگے گی۔

حضرات گرامی! معافی چاہتا ہوں کہ میں نے آپ کا بہت سارا وقت لیا۔ بہت ساری دینی جماعتیں

شخصیات جن کا ذکر کرنا چاہئے تھا مجھ سے نہ ہو سکا۔ وقت کی تنگی کے باعث بہت سارے امور کو ترک کرنا پڑا۔ اس پر معذرت کے ساتھ میں آپ تمام شرکاء کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے اس شرکت پر شکریہ ادا کرتا ہوں اور ہر وہ شخص جس نے اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے ذرہ بھر بھی کوشش کی ہے اس پر ان کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ بالخصوص دینی مدارس کے ذمہ داران کو بھرپور خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اگر وہ ہمارے ساتھ تعاون وسرپرستی نہ کرتے تو ہمارے لئے اتنا بڑا اجتماع کرنا ممکن نہ تھا۔ آپ نے بھرپور تعاون سے اپنے اسلاف کی یادوں کو فیصل آباد کی روایات کو زندہ کیا۔ اس پر بہت ہی شکریہ۔

مل کر میرے ساتھ نعرہ لگائیں۔ تاج وتخت ختم نبوت زندہ باد

ختم نبوت کانفرنس فیصل آباد کی منظور شدہ قراردادیں

عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس فیصل آباد کا یہ عظیم اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ:

۱...... پرویزی دور حکومت سے قبل کی اسلامی نظریاتی کونسل کی منظور کردہ سفارشات پر قانون سازی کی جائے اور ملک میں مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔

۲...... امتناع قادیانیت قانون اور تحفظ ناموس رسالت قانون پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔

۳...... حکومت آزاد قبائل سے اپنے معاہدہ پر اس کی روح کے مطابق خوش دلی سے عمل کرے اور ان علاقوں میں امریکی ڈراؤن حملوں کے ذریعہ قتل عام کو بند کرائے۔

۴...... سانحہ لال مسجد کے کرداروں بالخصوص پرویز مشرف کے خلاف باقاعدہ کیس درج کر کے انہیں کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

۵...... یہ اجلاس ملک بھر کے تمام مکاتب کے خطباء عظام سے درخواست کرتا ہے کہ وہ ہر ماہ کا ایک جمعہ عقیدہ ختم نبوت کے بیان کے لئے وقف کریں تاکہ ہماری نئی نسل کو قادیانی کفر کی سنگینی سے واقفیت حاصل ہو۔

۶...... یہ اجلاس جمعیت المدارس سے متعلق تمام دینی مدارس کے عمائدین، ختم نبوت کانفرنس کی سیکورٹی کے فرائض سرانجام دینے والے نوجوان طلباء کرام اور کانفرنس کی کامیابی کے لئے کوشش کرنے والے اداروں اور افراد کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ پاک پروردگار عالم انہیں اپنے ہاں سے جزائے خیر سے نوازیں۔

۷...... ختم نبوت کانفرنس فیصل آباد کا یہ عظیم اجتماع تمام شرکاء کانفرنس سے درخواست کرتا ہے کہ جس جوش وجذبہ کے ساتھ فیصل آباد کی کانفرنس میں آپ حضرات نے شرکت کی، ایسے ہی ۱۱/اپریل کو بادشاہی مسجد لاہور میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں بھی بھرپور شرکت فرمائیں۔ یہ اجلاس ضلعی انتظامیہ کا بھی شکرگزار ہے کہ اس نے نامساعد حالات کے باوجود اقبال پارک میں نہ صرف یہ کہ کانفرنس کی اجازت دی بلکہ اپنی طرف سے سیکورٹی میں تعاون بھی کیا ہے۔

خطبہ استقبالیہ ختم نبوت کانفرنس بادشاہی مسجد لاہور!

11 اپریل 2009ء

منجانب مولانا صاحبزادہ عزیز احمد معاون، امیر مرکزیہ دامت برکاتہم!

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ الحمدللہ وکفیٰ وسلام علیٰ سیدالرسل وخاتم الانبیاء ۰ امابعد!

حضرات علمائے کرام، مشائخ عظام، خطبائے مکرم، ملک کے دور دراز حصوں سے تشریف لانے والے مہمانان گرامی، اللہ رب العزت کی توفیق وعنایت سے ایک بار پھر اس تاریخ ساز ختم نبوت کانفرنس میں ہم سب شریک ہیں۔ آپ حضرات کی تشریف آوری پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ دعا ہے کہ اس نیک مقصد کے لئے اٹھنے والے ہر قدم پر آپ کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں سے سرفراز فرمائیں۔ آمین بحرمتہ النبی الکریم!

حضرات گرامی! لاہور پاکستان کا دل ہے اور لاہور کا دل بادشاہی مسجد ہے اور اس دل میں آپ بیٹھے ہیں۔ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنے دلوں میں ایک ولولہ وعزم رکھتے ہیں۔ یہ ختم نبوت کے مشن پر کام کرنے والوں کے لئے انعام الٰہی ہے۔ یقین فرمایئے کہ اس مقدس کام کے لئے آپ آئے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت آپ کو محمد عربی ﷺ کی شفاعت کے لئے لے کر آئی ہے۔ اس پر ہم سب کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور سجدہ شکر بجالانا چاہئے۔ امید ہے کہ آپ موقع کو غنیمت جان کر سکون قلبی اور تحمل کے ساتھ پورے احترام ووقار سے مقررین کے خیالات کو سنیں گے۔ ان کو اپنے قلب وجگر میں جگہ دیں گے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے بقیہ زندگی کے ہر سانس کو عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی ودربانی کے لئے وقف کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق نصیب فرمائیں۔

حضرات گرامی قدر! لاہور شہر کی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ایک شاندار گرانمایہ تاریخ ہے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت منعقد ہونے والی یہ عظیم الشان وتاریخ ساز ختم نبوت کانفرنس اس عہد رفتہ کا ایک تسلسل ہے۔ تصور فرمایئے اور اپنی خوش بختی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اس نے ہمیں نہ صرف اپنے اکابر کی روایات کو زندہ رکھنے کی توفیق سے نوازا بلکہ اس اجتماع میں شرکت سے ہمیں خلافت صدیق اکبرؓ کے عہد میں عقیدہ ختم نبوت کی سنہری جدوجہد والی کڑی میں پرو دیا۔ فلحمد للہ علیٰ ذالک!

حضرات گرامی قدر! لاہور سے پچاس ساٹھ میل دور شمال مشرق میں مشرقی پنجاب انڈیا کے ایک گاؤں قادیان کا ایک شخص ''ملعون قادیان'' نے 23 مارچ 1889ء کو لدھیانہ میں قادیانی فتنہ کی بنیاد رکھی۔ اس دن سے لے کر آج تک اسلامیان لاہور نے موقعہ بموقعہ اس فتنہ کے خلاف تاریخی قائدانہ کردار ادا کیا۔ آج اس کی یاد میں یہ اجتماع آپ حضرات کی تشریف آوری سے تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔

آپ جس شاہی مسجد میں جمع ہیں اس مسجد میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے 25/اگست 1900 میں ایک اجتماع ہوا تھا جس میں مرزا قادیانی ملعون کا، پیر طریقت سید مہر علی شاہ گولڑویؒ سے دوبدو مناظرہ طے ہوا۔ پیر مہر علی شاہ صاحبؒ مظاہر العلوم سہارنپور کے بانی، شارح بخاری، مولانا احمد علی المعروف محدث سہارنپوریؒ کے شاگرد تھے۔ مولانا حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ نے پیر مہر علی شاہؒ کو نہ صرف فتنہ انکار ختم نبوت کے مقابلہ کے لئے مہمیز لگائی بلکہ خلافت سے بھی نوازا۔ مرزا قادیانی ملعون نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو پیر صاحبؒ کو رحمت دو عالم ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی اور آپ ﷺ نے فرمایا مہر علی شاہؒ! مرزا قادیانی الحاد کی قینچی سے میری شریعت واحادیث کو کتر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔ اس خواب کے بعد پیر صاحبؒ، مرزا قادیانی کے مقابلے میں شیر یزدان بن گئے۔ مرزا قادیانی کی مخالفت میں دن رات ایک کر دیا۔ تب مرزا قادیانی نے آپ کو مناظرہ کے لئے چیلنج دیا۔ آپ نے قبول کیا جس دن آپ گولڑہ سے روانہ ہوئے مرزا قادیانی کا ٹیلی گرام ملا کہ آپ کے ساتھ سرحد کے پٹھان آرہے ہیں اور فتنہ کا اندیشہ ہے۔ نہ معلوم مرزا قادیانی پٹھانوں سے کیوں اپنے دل میں خوف رکھتا تھا۔ یہ خوف بذات خود اس کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے۔ اس لئے کہ نبی دنیا کے لوگوں کو ڈرانے کے لئے آتا ہے۔ ان سے ڈرنے کے لئے نہیں آتا۔ جو دنیا سے ڈرے وہ بزدل تو ہو سکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا نبی نہیں ہو سکتا۔

پیر صاحبؒ نے جواب میں ٹیلی گرام ارسال کیا کہ جو لوگ آپ کے ساتھ آئیں ان کے حفظ امن کے ذمہ دار آپ۔ جو میرے ساتھ ہیں ان کے حفظ وامن کا میں ذمہ دار ہوں۔ ایک بار آجایئے آمنا سامنا ہو جائے حق وباطل کی تمیز ہو جائے گی۔ مرزا قادیانی کو نہ آنا تھا نہ آیا۔ اس شاہی مسجد میں جہاں آپ تشریف رکھتے ہیں آج سے ایک سو نو سال قبل ہزاروں خلق خدا بھی اسی طرح جمع ہوئی جس طرح آپ جمع ہیں۔ سات سو سے زائد جید علمائے کرام جمع ہوئے۔ اس میں دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث، شیعہ، سب موجود تھے۔ تین دن تک اجتماع، دن رات، صبح شام عمل وفضل کی بارش رہی۔ لیکن قادیانیت کے کذب وڈھیٹ پن کا اندازہ فرمایئے کہ پیر صاحبؒ اپنے رفقاء کے ساتھ شاہی مسجد لاہور میں جمع ہیں۔ مرزا ملعون، قادیان کی ڈھاب کی راب چاٹ رہا ہے لاہور آنے کا حوصلہ نہیں کر رہا۔ مرزا ملعون، قادیان میں اس طرح دبک کر بیٹھ گیا جس طرح ابلیس نے مرزا قادیانی کے دل میں اپنا پنجہ گاڑ دیا تھا۔ مرزا قادیانی کی ذلت آمیز شکست کے باوجود، ابلیس کے چیلوں قادیانیوں نے لاہور کے در ودیوار پر اشتہار لگا دیئے کہ پیر صاحب شکست کھا گئے۔ اس کذب بیانی پر ابلیس بھی جھوم اٹھا اور اسلامیان لاہور سر پیٹ کر رہ گئے کہ:

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد!

حضرات گرامی قدر! یہ وہی لاہور ہے جہاں مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کی قیادت میں پانچ سو علمائے کرام نے مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کی تحریک پر فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے کوہ گراں بنا دیا تھا۔

☆...... یہ وہی لاہور جس میں واقع اچھرہ کے ایک خاندان نے قادیان میں مجلس احرار کے شعبہ کی نگرانی کی۔

☆ ...... یہ وہی لاہور ہے جہاں چوہدری افضل حقؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، شیخ حسام الدینؒ، مولانا ابوالحسنات قادریؒ، مولانا ظفر علی خانؒ، آغا شورش کاشمیریؒ، سید مظفر علی شمسیؒ، مولانا داؤد غزنویؒ، مولانا مفتی محمد حسن امرتسریؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، سید ابوالاعلی مودودیؒ، مولانا اختر علی خانؒ جیسے جید حضرات نے اپنے اپنے دور میں قادیانیوں کے خلاف علم ختم نبوت کو سرنگوں نہ ہونے دیا۔

☆ ...... یہ وہی لاہور ہے جس کے موچی دروازہ کے باہر برکت علی ہال میں ۱۹۵۳ء میں ملک کی دینی قیادت نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کی بنیاد فراہم کی۔

☆ ...... یہ وہی لاہور ہے جس نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں اپنے جگر گوشوں کی قربانی دے کر سنت صدیق اکبرؓ کو زندہ کیا۔ آج بھی لاہور کے درودیوار، کوچہ وبازار، سڑکیں اور شاہرائیں ان شہدائے ختم نبوت کی داستانوں اور قربانیوں پر نازاں ہیں۔

☆ ...... یہ وہی لاہور ہے کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی امارت لاہور کے مرد جلیل مولانا ابوالحسنات قادریؒ اور نظامت لاہور کے درویش سید مظفر علی شمسیؒ کے حصے میں آئی۔

☆ ...... یہ وہی لاہور ہے جس میں ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کا پہلا جلوس شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کی قیادت میں نکلا جس میں ایک لاکھ آدمی جمع تھے۔ چیرنگ کراس پر جلوس کو روکا گیا تو مولانا احمد علی لاہوریؒ نے اذان کہی۔ جماعت کروائی تو ایک لاکھ آدمی جماعت میں شریک ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ سب باوضو تھے۔ اس سے یہ حقیقت بھی آشکارا ہوتی ہے کہ ختم نبوت کا کام ہم عبادت سمجھ کر کرتے ہیں۔ پورے جلوس میں ایک آدمی کے پاس اسلحہ تو درکنار چاقو بھی نہ تھا۔ اس سے سمجھا جاسکتا ہے کہ وہ کتنی مقدس پرامن تحریک تھی۔ جسے پھر جنرل اعظم خان اور قادیانی اوباشوں نے تشدد کے راستے پر ڈالا۔

حضرات گرامی قدر! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آج بھی عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی کے لئے پرامن اور عدم تشدد کی پالیسی پر عمل پیرا ہے اور کبھی نہ بھولئے کہ ہمیں منبر ومحراب سے لے کر نیشنل اسمبلی تک، مقامی عدالتوں سے سپریم کورٹ تک تمام کامیابیاں پرامن جدوجہد سے ملی ہیں۔ آئندہ بھی جب تک جدوجہد پرامن رہے گی کامرانی آپ کے قدم چومے گی۔ جس دن دشمن کی چالوں سے تشدد کی راہ پر چل پڑے، اکابر کے طریقہ کار کو ترک کردیا۔ تحریک ختم نبوت کی جدوجہد میں وہ گھڑی افسوس ناک ہوگی۔ اس اجتماع کے ذریعے یہ پیغام لے کر جائیں کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جو شخص تشدد کو اپنائے وہ اس تحریک کی روح سے ناواقف ہے یا دشمن کی چال کا شکار ہوگیا ہے۔ آپ پرامن ذرائع سے قانون کے دائرے میں رہ کر قادیانیت کے احتساب کا شکنجہ کستے جائیں گے تو دیکھیں گے کہ قادیانیت کا بت اس دھڑام سے گرے گا کہ غبار چھٹنے کے بعد قادیانیت نام کی کوئی بھی چیز آپ کو دیکھنے سے بھی نہ ملے گی۔ انشاءاللہ ثم انشاءاللہ، وہ وقت قریب ہے اور یہ اجتماع اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے ایک نئی جدوجہد کی بنیاد فراہم کرے گا۔ وماذالك على الله بعزيز!

حضرات گرامی قدر! یہ وہی لاہور ہے جہاں پر ۱۹۷۴ء تحریک ختم نبوت میں مسجد شیرانوالہ باغ میں آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا پہلا اجلاس منعقد ہوا تھا۔ جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کو کنوینر مقرر کیا گیا اور پھر فیصل آباد میں آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل کا آپ کو امیر بنایا گیا۔ اسی لاہور کے مولانا محمود احمد رضوی قادری اس کے سیکرٹری جنرل تھے۔ تب مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، مولانا عبدالحقؒ، مولانا عبدالحکیمؒ، پروفیسر غفور احمد اور ان کے رفقاء قومی اسمبلی میں اور ملک بھر میں مولانا عبیداللہ انورؒ، مولانا عبداللہ درخواستیؒ، مولانا قاری محمد اجمل خانؒ، مولانا عبدالقادر آزادؒ، مولانا عبدالستار نیازیؒ، مولانا عبدالقادر روپڑیؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، نوابزادہ نصراللہ خانؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، خواجہ قمرالدین سیالویؒ، مولانا صاحبزادہ افتخار الحسنؒ، مولانا صاحبزادہ فیض الحسنؒ، مولانا مفتی زین العابدینؒ، مولانا عبدالکریم بیر شریفؒ، مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، مولانا عبدالواحدؒ، مولانا سراج احمد دین پوری، مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ، مولانا فیض القادریؒ، جناب بارک اللہ خانؒ، جناب خاقان بابر، مولانا عبیداللہ احرارؒ، مولانا سید عطاء المنعم بخاریؒ، مولانا عبدالشکور دین پوریؒ، مولانا نور الحسن بخاریؒ، مولانا سید محمد شاہ امروٹیؒ، مولانا عبدالصمد ہالیجوی، شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ، چوہدری ظہور الٰہیؒ، شورش کاشمیریؒ ایسے تمام رہنماؤں نے پاکستان کے درودیوار کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی صدائے بازگشت سے گرما دیا تھا۔

حضرات گرامی قدر! یہ وہی لاہور ہے جہاں ستمبر ۱۹۷۴ء میں اس شاہی مسجد میں جہاں آپ جمع ہیں۔ عظیم الشان کانفرنس شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی زیر صدارت منعقد ہوئی تھی۔

☆ ...... یہ وہی لاہور ہے جہاں سے مولانا خواجہ خان محمد امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سربراہی اور مولانا مفتی مختار احمد نعیمی کی نظامت میں آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے تحت ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت کو پروان چڑھایا گیا۔

حضرات گرامی! ختم نبوت کے تحفظ کے حوالے سے لاہور کے جستہ جستہ حالات بیان کرنے میں آپ کا خاصا وقت لے لیا۔ لیکن حقیقت ہے کہ پوری طرح واقعات کا اشاریہ بھی بیان نہیں ہوسکا۔

حضرات گرامی قدر! سامعین کرام! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی قیادت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد حیاتؒ، مولانا محمد یوسف بنوریؒ، اپنے اپنے عہد میں کرتے رہے۔ تب مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ، مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا سید نفیس الحسینیؒ نائب امیر رہے۔ اللہ تعالیٰ کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پر فضل ہے کہ آج بھی قطب الارشاد مولانا خواجہ خان محمد، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالمجید لدھیانوی، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ایسے بزرگوں کے ہاتھ میں اس کی قیادت ہے۔ آج بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اتحاد بین المسلمین کا سٹیج ہے۔ پرامن جدوجہد کو ہم آگے بڑھانے کی مخلصانہ جدوجہد کررہے ہیں۔

ان حالات میں پہلے سرگودھا، چناب نگر۔ پھر فیصل آباد کی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنسیں اور آج کا یہ عظیم

الشان اجتماع اس پرامن جدوجہد کا مظہراتم ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کوشش ہوگی کہ اس کے بعد معمولی وقفہ سے اسلام آباد، پشاور، کوئٹہ، کراچی، حیدرآباد اور سکھر میں بھی اتنے بڑے اجتماع یکے بعد دیگرے منعقد کریں۔ تاکہ ایک بار منوڑہ سے اکوڑہ، کراچی سے خیبر، کوئٹہ سے قلات تک پورا ملک ختم نبوت کے نعروں سے گونج اٹھے۔ آپ بھی تو میرے ساتھ مل کر نعرہ لگائیں۔ تاج وتخت ختم نبوت زندہ باد۔

حضرات گرامی! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ نشرواشاعت نے مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ سے لے کر اس وقت تک کے چالیس سے زائد اکابر کی نایاب ساڑھے تین سو کتب ورسائل کو احتساب قادیانیت کے نام پر جدید حوالہ جات کے ساتھ جمع کرنا شروع کیا ہے۔ اس وقت تک ستائیس جلدیں شائع ہوچکی ہیں۔ فتاویٰ ختم نبوت تین جلدیں، تحفہ قادیانیت چھ جلدیں، قادیانی شبہات کے جوابات دو جلد میں شائع کئے ہیں۔ ان کے علاوہ مزید کتب نایاب بھی شائع کیں۔ میں توقع رکھوں گا کہ دینی جامعات، سکول وکالجز کی لائبریریوں میں مجلس کی مطبوعات کے سیٹ رکھوانے کے لئے آپ توجہ وتعاون فرمائیں گے۔ تاکہ ملک بھر کی اہم لائبریریوں میں جہاں کوئی جائے اسے ردقادیانیت پر بھرپور مواد مل سکے۔

حضرات گرامی! مجلس کے دو ترجمان ہیں۔ ہفت وار ختم نبوت جو کراچی سے شائع ہوتا ہے۔ ماہنامہ لولاک جو دفتر مرکزیہ ملتان سے شائع ہوتا ہے۔ اس کے آپ ممبر بنیں۔ دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان کے پتہ پر رابطہ کریں اور اس پہلو سے بھی عقیدہ ختم نبوت کی ذمہ داریوں کو پورا کریں۔

حضرات محترم! قادیانیت دین اسلام سے بغاوت کا دوسرا نام ہے۔ قادیانیت رحمت عالم ﷺ کے باغیوں کا وہ ملعون گروہ ہے کہ ان کا وجود ہی رسول اللہ ﷺ کی اہانت پر مبنی ہے۔ قادیانیوں سے بچنا، ان سے امت کے ہر فرد کو بچانا ہمارا فرض منصبی ہے۔ اس کے لئے اس اجتماع کے ذریعہ دو کاموں کی طرف آپ دوستوں کو متوجہ کرتا ہوں۔

۱...... یہ کہ ہر عالم دین مہینہ میں ایک جمعہ عقیدہ ختم نبوت کے بیان کے لئے وقف کرے۔ مثلاً صرف ایک شہر کی سو مساجد میں جمعہ پر ردقادیانیت پر بیان ہو۔ فی مسجد ایک ہزار آدمی تصور کریں تو یوں ایک شہر میں صرف جمعہ کے بیان سے ایک لاکھ آدمی تک ہم ختم نبوت کا پیغام پہنچا پائیں گے۔ گویا ہر ماہ کو جمعہ پر ختم نبوت کے بیان کی اگر پورے ملک میں سکیم چل نکلے تو ہر ماہ ایک بار پورے ملک میں آپ نے کروڑوں افراد تک ختم نبوت کا پیغام پہنچا دیا۔ علمائے کرام کی معمولی توجہ سے پورا ملک ختم نبوت کی جلسہ گاہ بن جائے گا۔ امید ہے کہ آپ اس پر نہ صرف توجہ کریں گے۔ بلکہ جو حضرات موجود نہیں ان تک نہ صرف آواز پہنچائیں گے بلکہ ان کو آمادہ بھی کریں گے۔

۲...... آپ تمام حضرات پرامن جدوجہد اور سعی مقبول سے قادیانیت کا بائیکاٹ کریں۔ لوگوں کی ذہن سازی کریں۔ میں ایک ملعون شخص سے، رسول اللہ ﷺ کے دشمن سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ اس کی دکان سے سودا نہیں لیتا۔ دنیا کا کونسا قانون ہے جو مجھے مجبور کرے کہ تم ایسا نہ کرو۔ یہ میرا حق خودارادیت ہے کہ اگر میں اپنے ماں باپ کے دشمن سے تعلق نہیں رکھتا تو آپ ﷺ کے دشمنوں سے بھی تعلق نہ رکھوں۔ قادیانی خود کو مسلمان کہلا کر، مسلمانوں کو، حضور ﷺ کے کے نام لیواؤں کو، پوری امت مسلمہ کو کافر قرار دیتے ہیں۔ مرزا قادیانی کو نبی اور

محمد رسول اللہ، مرزا قادیانی کے دیکھنے والوں کو صحابی، مرزا قادیانی کی بیوی کو ام المومنین، مرزا قادیانی کے خاندان کو اہل بیت کہتے ہیں۔ جنت البقیع کے مقابلہ میں بہشتی مقبرہ کا ڈھونگ رچایا ہے۔ وہ اپنے کفر پر اسلام کی اصطلاحات کا چولہ پہنا رہے ہیں۔ وہ ہمارے تشخص کو برباد کر رہے ہیں۔ آئین پاکستان کہتا ہے کہ قادیانی کافر ہیں۔ وہ خود کو مسلمان کہہ کر آئین پاکستان سے اعلانیہ بغاوت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں کو کافر کہہ کر پوری مسلم امہ کے وجود کو ملیا میٹ کرنے کے درپے ہیں۔ ان سے بچنا اور تمام مسلمانوں کو بچانا ہمارے لئے فرض کا درجہ رکھتا ہے۔ اگر رحمت عالم ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے ہم کام نہیں کرتے، اپنے فرض منصبی کو نہیں نبھاتے تو خدشہ ہے کہ کہیں ہمارے دل زنگ آلود تو نہیں ہو گئے۔ ہم حضور ﷺ کے دشمن، قادیانیوں سے تعلقات رکھ کر حضور ﷺ کی دشمنی میں ان ملعون قادیانیوں کے ساتھ تو شریک نہیں۔

برادران گرامی! نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تبلیغ، جہاد، سب فرائض کا تعلق حضور ﷺ کے اعمال سے ہے۔ ختم نبوت کا تعلق حضور ﷺ کی ذات سے ہے۔ حضور ﷺ کی عزت و ناموس کی پاسبانی و دربانی افضل الفرائض میں شامل ہے۔ باقی فرائض پر عمل ہے حضور علیہ السلام کی عزت کا فکر نہیں تو نہ صرف حبط اعمال کا اندیشہ ہے بلکہ قیامت کے دن شفاعت سے محرومی کا باعث ہے۔ کیا خوب کہا:

نماز اچھی، روزہ اچھا، حج اچھا، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

آپ رحمت عالم ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے سراپا نمونہ بن جائیں اور کچھ نہیں تو کم از کم درجہ یہ ہے کہ قادیانیوں کا بائیکاٹ کریں۔ اگر یہ بھی نہیں کرتے تو فکر کریں کہ ہم میں ایمان بھی ہے یا نہیں۔ قانون اور ملک کے باغی قادیانی گروہ کو راہ راست پر لانے کے لئے ان سے اجتناب کا حربہ استعمال کریں۔ تاکہ ان کو احساس ہو کہ وہ مرزا قادیانی ملعون کو مان کر مسلم امت کا حصہ شمار نہیں ہو سکتے۔ جب ان میں یہ احساس پیدا ہوگا وہ مرزا قادیانی ملعون کی غلامی کا طوق اپنی گردن سے اتارنے پر مجبور ہوں گے۔ امید ہے کہ اس پرامن جدوجہد کو بھرپور کامیاب کیا جائے گا۔

حضرات گرامی! اس تاریخ ساز کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے لاہور کے تمام علمائے کرام، مشائخ عظام، مدارس عربیہ کے منتظمین نے ہماری سرپرستی کی۔ لاہور کے گردونواح کے اضلاع اور شہروں میں جس طرح پوری دینی قیادت نے اس کام کو اپنا کام سمجھ کر ہمیں ممنون احسان کیا۔ قافلوں کی ترتیب و تیاری، اپنے اپنے طور پر جگہ جگہ اجتماعات، اعلانات، اشتہارات، بینرز کا اہتمام کیا۔ اس پر تمام حضرات، غرض جس نے ایک لمحہ کے لئے بھی اس عظیم الشان کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے صرف کیا وہ ہم سب کی طرف سے ہزاروں ہزار مبارک باد کے مستحق ہیں۔ رابطہ کمیٹی نے جس طرح طول و عرض کے طویل اور طوفانی دورے کئے اور اپنا فرض پورا کیا اس پر وہ

مبارک باد کے مستحق ہیں۔ آپ حضرات دور دراز سے طویل مسافت طے کر کے آئے اس پر اللہ تعالیٰ آپ کو بہت ہی جزائے خیر نصیب فرمائے۔ پنجاب حکومت نے منظوری، سیکورٹی، محکمہ اوقاف نے مسجد کے استعمال کی اجازت دی اس پر وہ بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔ تمام مکاتب فکر کے علماء، خطباء، جماعتوں کے سربراہ ونمائندگان نے شرکت سے ممنون احسان فرمایا۔ اس پر ان کا بھی بہت ہی شکریہ۔

توقع ہے کہ یہ بھرپور محبت وشفقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو آپ کی طرف سے ہمیشہ حاصل رہے گی۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ آمین بحرمتہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ تاج وتخت ختم نبوت زندہ باد

بادشاہی مسجد لاہور میں ختم نبوت کانفرنس میں منظور شدہ قراردادیں

ختم نبوت کانفرنس کا یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ:

۱...... پرویزی دور حکومت سے قبل اسلامی نظریاتی کونسل کی منظور کردہ سفارشات کے مطابق ارتداد کی شرعی سزا، سزائے موت نافذ کی جائے۔

۲...... امتناع قادیانیت قانون اور تحفظ ناموس رسالت کے قانون پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔

۳...... حکومت آزاد قبائل سے کئے گئے معاہدہ پر خوش دلی سے اس کی روح کے مطابق عملدرآمد کرے اور ان علاقوں پر امریکی ڈراؤن حملوں کے ذریعہ قتل عام کو بند کرائے۔

۴...... پرویز مشرف سمیت سانحہ لال مسجد کے کرداروں کے خلاف باقاعدہ کیس رجسٹرڈ کر کے انہیں کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

۵...... یہ اجلاس ملک میں بڑھتے ہوئے توہین رسالت کے رجحان پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اسے عذاب خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف قرار دیتا ہے اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ توہین رسالت ایکٹ پر اس کی روح کے مطابق سختی کے ساتھ عملدرآمد کیا جائے۔ تاکہ کسی بدباطن کو توہین رسالت کی جرأت نہ ہوسکے۔ نیز یہ اجلاس کمال سپنگ ملز فیصل آباد کی طرف سے بار بار توہین آمیز یا مشتبہ بیڈ شیٹس شائع کرنے پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مذکورہ بالا مل سمیت تمام ملوں کو پابند کیا جائے کہ وہ ایسے متنازعہ اور گستاخی پر مشتمل پرنٹ شائع نہ کریں جس سے لوگوں میں اشتعال اور ملز کو نقصان ہو۔

۶...... یہ اجلاس ملک بھر کے خطباء سے اپیل کرتا ہے کہ ہر ماہ کا ایک جمعہ عقیدہ ختم نبوت کے بیان کے لئے وقف کریں تاکہ نئی نسل کو قادیانی عقیدہ کی سنگینی کا احساس ہو۔

۷...... یہ اجلاس لاہور اور مضافات کے دینی مدارس کے علمائے کرام، رابطہ کمیٹی ختم نبوت کانفرنس، نیز سیکورٹی کے فرائض سرانجام دینے والے سینکڑوں نوجوانوں، کانفرنس کی کامیابی کی کوشش کرنے والے اداروں بالخصوص حکومت پنجاب، محکمہ اوقاف کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعاگو ہے کہ اللہ پاک انہیں اپنے شایان شان جزائے خیر عطا فرمائیں۔

ختم نبوت کانفرنس لاہور کا آنکھوں دیکھا حال!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۱۱ر اپریل ۲۰۰۹ء کو تاریخی بادشاہی مسجد لاہور میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں لاکھوں فرزندان توحید اور خدام ختم نبوت نے جوش وجذبہ کے ساتھ شرکت کی۔ کانفرنس کی تاریخ اور مقام کا تعین ۲۰ر ذوالحجہ ۱۴۲۹ھ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کے اجلاس ملتان میں طے کرلیا گیا تھا۔ مزید مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے لاہور جاکر تمام دینی جماعتوں کی میٹنگ طلب کر کے ایک رابطہ کمیٹی تشکیل دی۔ جس میں مولانا میاں عبدالرحمان خطیب جامع مسجد انارکلی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، قاری نذیر احمد جمعیت علماء اسلام، مولانا عبدالرؤف فاروقی جمعیت علماء اسلام، قاری جمیل الرحمٰن اختر پاکستان شریعت کونسل، قاری محمد رفیق انٹرنیشنل ختم نبوت مؤومنٹ، مولانا شمس الرحمان معاویہ اہل سنت، مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی جامعہ اشرفیہ، مرکزی رابطہ کمیٹی نے لاہور، قصور، اوکاڑہ، شیخوپورہ، حافظ آباد، گوجرانوالہ، گجرات، سیالکوٹ، نارووال، منڈی بہاؤالدین سمیت کئی ایک اضلاع کے تفصیلی دورے تقریباً تین ماہ میں مکمل کئے۔ اللہ پاک نے ان کی سعی وجہد کو شرف قبولیت سے بخشا۔ تاآنکہ عظیم الشان ختم نبوت بادشاہی مسجد کے وسیع وعریض صحن میں منعقد ہوئی۔ سیکورٹی کے فرائض دارالعلوم مدینہ رسول پارک لاہور کے سینکڑوں طلبہ نے مولانا محمد اسماعیل فیض اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں نے جناب عبدالرؤف روفی مانسہرہ کی قیادت میں سرانجام دئے۔ کانفرنس کی تین نشستیں ہوئیں۔

پہلی نشست

بعد نماز عصر منعقد ہوئی۔ صدارت مولانا محمد حسن امیر مجلس لاہور نے کی۔ کانفرنس کا آغاز قاری نذیر احمد کے فرزندارجمند حافظ محمد طیب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جناب عابد ظہور نے حضرت اقدس سید نفیس الحسینیؒ کی لکھی ہوئی۔ نعت پڑھی!

اے رسول امین خاتم المرسلین
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

اچھرہ کے خطیب مولانا علیم الدین شاکر نے افتتاحی خطاب فرمایا اور کانفرنس میں شرکت کرنے والے حضرات کو خوش آمدید کہا۔ بادشاہی مسجد لاہور کے خطیب مولانا سید عبدالخبیر آزاد ختم نبوت کانفرنس نے اغراض ومقاصد بیان کئے اور سامعین کو پرامن رہ کر نظم وضبط کے ساتھ کانفرنس کے مقررین کے خطابات سننے کی تلقین فرمائی۔ خانوادہ لدھیانوی کے چشم وچراغ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمان لدھیانویؒ کے پڑپوتے مولانا حماد الرحمان لدھیانوی ایڈیٹر ماہنامہ ملیہ فیصل آباد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

وہ اپنے آباؤاجداد کی طرح قادیانیت کے تعاقب میں کسی کمی وکوتاہی کا ارتکاب نہیں کریں گے۔ عالمی

مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے سرپرست اعلیٰ میاں عبدالرحمٰن نے ختم نبوت کے کام کی اہمیت وفضیلت اور ضرورت کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ جامعۃ الحسینیہ رانا ٹاؤن کے طالب علم حافظ محمد کاشف نے نعتیہ کلام پیش کیا۔

دوسری نشست

صدارت...... حضرت صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ کندیاں شریف نے کی۔

تلاوت...... قاری منور نوید نے کی۔

نعت...... سیف الرحمان اور حافظ قاری عبدالرحیم عزیز نے پیش فرمائی۔

حافظ نصیر احمد احرار صدر جمعیت طلبہ اسلام پاکستان نے کہا کہ طلبہ نے ہر دور میں تحریک ختم نبوت میں ہراوّل دستہ کا کردار ادا کیا ہے اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ جب تک زندہ رہیں گے محمد عربیﷺ کی عزت وناموس کی حفاظت کریں گے۔

مولانا ضیاء الدین آزاد نے شیزان کے بائیکاٹ کا مطالبہ کیا۔

پاکستان شریعت کونسل پنجاب کے امیر مولانا عبدالحق خاں بشیر نے پاکستان شریعت کونسل کی طرف سے کانفرنس کے انعقاد پر مبارک باد پیش کرتے ہوئے کہا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت قادیانیت کے تعاقب کے لئے جو بھی لائحہ عمل مرتب کرے گی پاکستان شریعت کونسل شانہ بشانہ ہوگی۔ میرے والد محترم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ نے ۱۹۵۳ء کی تحریک میں جیل کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ۱۹۷۴ء،۱۹۸۴ء میں کردار ادا کیا۔ اب ضعف کی وجہ سے عملاً شریک نہیں ہوسکے تو انہوں نے اپنے مریدین، متوسلین، تلامذہ کو قادیانیت کے تعاقب کے لئے کردار ادا کرنے کا حکم دیا۔ علامہ اقبال نے کہا تھا کہ قادیانیت یہودیت کا چربہ اور دوسرا رخ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جو عداوت یہودیوں کو تھی وہی قادیانیوں کو ہے۔ قادیانی یہودی گٹھ جوڑ ہوچکا ہے۔ پاکستان کے پانچ سو قادیانی اسرائیل کی فوج میں بھرتی ہوکر تربیت حاصل کر رہے ہیں تاکہ جانثاران ختم نبوت کا قتل عام کیا جائے۔ قادیانیوں کے خلاف کارروائی کی جائے اور ایسے ہی پاک فوج سے قادیانیوں کو نکالا جائے۔ کیونکہ فوج جہاد کے لئے ہوتی ہے اور قادیانی جہاد کے منکر ہیں اور سویلین سے قادیانیوں کو الگ کیا جائے۔

قاری جمیل الرحمٰن اختر، نے کہا کہ ہماری قادیانیوں سے عداوت مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کی وجہ سے ہے۔ قادیانی آج اگر قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلیں تو ہم انہیں سینہ کے ساتھ لگانے کے لئے تیار ہیں

ڈاکٹر اسرار احمد امیر تنظیم اسلامی پاکستان، نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں حصول سعادت کے لئے حاضر ہوا۔ قادیانی ویب سائٹ میں میرا نام ہمدردوں میں شامل کر رہے ہیں۔ میں اس کو جھوٹ کا پلندہ قرار دیتے ہوئے لعنت اللہ علیٰ الکاذبین کہتا ہوں۔ قادیانی تمام امور میں دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں کچھ عرصہ قبل لاہوریوں کو کافر نہیں سمجھتا تھا۔ مجاہدین ختم نبوت کی تحریرات نے مجھے سوچنے پر مجبور کردیا۔ اب میں دونوں کو کافر سمجھتا ہوں۔ ختم نبوت ایک مفہوم نبوت ختم والا ہے۔ دوسرا تکمیل نبوت ورسالت ہے۔ الہدیٰ مکمل کتاب قرآن، اکمال، تکمیل، اتمام نبوت ہوچکی ہے۔ ’’الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم

نعمتی ’’تمام نعمتیں اس وقت نعمت ہیں جب اس کے ساتھ ہدایت ہو۔ اگر ہدایت نہیں تو کوئی نعمت نعمت نہیں رہتی۔ قادیانیت کی پشت پر پورا کفر ہے۔ یہودی، عیسائی، ہندو اس کی پشت پر ہے۔ لہٰذا ارتداد کی شرعی سزا سزائے موت نافذ کی جائے۔ تاکہ قادیانیت کی راہ میں مکمل رکاوٹ ہو سکے۔

تیسری نشست

صدارت...... حضرت مولانا سلیم اللہ خان، صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے کی۔

تلاوت...... قاری محمد اکرم احرار، قاری ذوالشمر فیصل آباد نے کی۔

نعت...... رانا محمد عثمان قصوری، حافظ محمد قاسم گجر، سید سلمان گیلانی، حافظ ابوبکر نے پیش کی۔

مہمان خصوصی...... حضرت مولانا نذر الرحمٰن خلیفہ مجاز حضرت الامیر دامت برکاتہم العالیہ تھے۔

قراردادیں...... مولانا عزیز الرحمٰن فیصل آباد نے پیش کیں۔

مولانا زاہد الراشدی، جنرل سیکرٹری پاکستان شریعت کونسل نے خطبہ مسنونہ کے بعد کہا کہ اس عظیم الشان کانفرنس کے انعقاد پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے اعتماد، حوصلہ، پیش رفت کا ذریعہ بنائے۔ میں سوات کا مقدمہ پیش کرتا ہوں۔ سوات کا المیہ یہ ہے کہ دوہرا تہرا ظلم ہوا ہے چوتھا ظلم ہونے جارہا ہے۔ سوات میں شرعی عدالتیں قائم تھیں۔ فرنگی، استعمار کے دور میں تھیں۔ الحاق کا نقصان یہ ہوا کہ شرعی عدالتیں ختم کردی گئیں۔ بہاولپور، قلات، خیرپور میرس، سوات، رمب کو قاضی عدالتوں سے محروم کیا گیا۔ تیسرا ظلم شیرپاؤ کی وزارت اعلیٰ کے دور میں یہ ہوا کہ ڈیڑھ ہفتہ دھرنا دیا گیا۔ تو عدالتوں کی بحالی کا وعدہ کرنے کے باوجود دھوکہ دیا گیا۔ اب معاہدہ کو سبوتاژ کرنے کی کوشش ہورہی ہے۔ سوات کے عوام کی مرضی کے مطابق شرعی عدالتیں بحال کی جائیں۔ امریکہ کو سوات میں اور کسی خطہ میں امن نہیں چاہئے۔ شرعی عدالتیں پورے ملک کا حق ہے۔ جبر کے ذریعہ اسلام کا راستہ نہیں روکا جاسکتا۔ معاہدہ کرکے اس سے انحراف کی کوشش کی جارہی ہیں۔

بادشاہی مسجد کے خطیب مولانا سید عبدالخبیر آزاد، نے کہا آج کی عظیم الشان کانفرنس خوبصورت گلدستہ کی صورت میں موجود ہے۔ انہوں نے تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے مولانا صاحبزادہ حامد سعید کاظمی کو خوش آمدید کہا۔ نیز ڈائریکٹر جنرل محکمہ اوقاف کو بھی خوش آمدید کہا

وفاقی وزیر مذہبی سید حامد سعید کاظمی، نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں ختم نبوت کانفرنس کے ذی وقار واحتشام شرکاء، مہمانان گرامی، حاضرین محفل میں مولانا عبدالخبیر آزاد کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس کانفرنس میں شرکت کا موقع فراہم کیا۔ ختم نبوت کے لئے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں۔ رب کائنات نے قرآن مجید میں انبیاء کرام سے لیئے جانے والے عہد کا ذکر کیا اور آپ کو مصدق کہا۔ یعنی تم سب کے لئے گذر چکے ہوگے اور وہ آخر میں تم سب کی تصدیق کریں گے۔ چنانچہ آپ نے سب کی تصدیق کی اور اپنے آخری نبی ہونے کا اعلان کیا۔

مولانا محمد یحیٰی لدھیانوی نے افضلیت نبوی پر خطاب کیا۔ آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تمام انبیاء آپ کی امت میں ہوں گے۔ حضور ﷺ کی موجودگی میں کسی اور نبی کی ضرورت نہیں۔

صاحبزادہ عزیز احمد نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ (جو اس شمارہ میں دوسری جگہ موجود ہے) مولانا سلیم اللہ اویسی خطیب جامع مسجد سیدنا علی ہجویریؒ نے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ میں مجلس کا شکر گذار ہوں کہ انہوں نے مجھے اس قطب البلاد لاہور کی کانفرنس میں خطاب کا موقع فراہم کیا۔ آج امت کو ایسے چیلنجز کا سامنا کرنے کے لئے اتحاد کی ضرورت ہے۔ آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو عظیم کانفرنس کرنے پر مبارکباد پیش کی۔

مولانا عبدالغفور حیدری، جمعیت علماء اسلام کے سیکرٹری جنرل نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کے خلاف یہود و نصاریٰ نے ابتداء ہی سے سازشیں شروع کر دیں تو علماء نے اس کے دجل و فریب کو چلنے نہیں دیا۔ انگریز سامراج نے مرزا قادیانی کو کھڑا کیا تو علماء کرام نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے مذہبی اور سیاسی مقابلہ کیا۔ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قادیانی، صدر مملکت، وزیر اعظم، آرمی چیف نہیں بن سکتا اور ایسے ہی علماء کرام کی محنت سے پاکستان کے آئین میں مسلمان کی تعریف شامل کی گئی۔ انہوں نے کہا ۱۹۷۳ء کا آئین اصل شکل میں بحالی کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اگر ۱۹۷۴ء کی ترمیم کو چھیڑا گیا تو اس کا بھرپور مقابلہ کیا جائے گا۔ ناموس رسالت کا قانون ختم کرنے کی کوشش کی گئی تو میدان میں ہماری لاشوں سے گذر کر ہوسکتا ہے۔ انسانی حقوق کی پامالی کا شور مچانے والوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ قانون تمام انبیاء کرام کے ناموس سے متعلق ہے۔ اگر کسی بدبخت نے ایسی کوئی حرکت کی اس کی مزاحمت کی جائے گی۔

پروفیسر ساجد میر، امیر جمعیت اہل حدیث نے کہا کہ اس وقت جو چیلنجز درپیش ہیں اس کا انسداد اتحاد امت سے ہے۔ اتحاد کا راہ دکھلانے والے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے حضرات ہیں یہ اتحاد آپ کی محبت اور وابستگی اور والہانہ تعلق کی بناء پر تھا اور آج بھی اس کی ضرورت ہے۔ قرآن پاک ختم نبوت کے تذکرہ سے بھرا ہوا ہے۔ قرآن پاک ختم نبوت کے تذکرہ سے شروع ہوا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت پر جانیں چھڑکی ہیں۔ پروفیسر صاحب نے قرآن پاک کی کئی ایک آیات سے ختم نبوت ثابت کی ہے۔ انہوں نے اجل صحابہ کرامؓ نے اس اہم، حتمی، عقیدہ کے لئے قربانی دی۔ مگر کسی نے بیرونی دباؤ پر آئین ترمیم اور امتناع قادیانیت بدلے کی کوشش کی تو ہم سیسہ پلائی دیوار ثابت ہوں گے۔

میاں محمد اجمل قادری، نے فرمایا جیسے بھٹو صاحب نے ختم نبوت کا مسئلہ حل کیا تھا۔ ان کے جانشین نظام عدل پر دستخط کر کے ملک کے مستقبل کا تحفظ کریں۔ ملک کا مستقبل اسلامی نظام عدل سے وابستہ کیا جائے۔

حضرت مولانا سمیع الحق، نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی ذات گرامی پر پوری ملت اسلامیہ اکٹھی ہے۔ قادیانیت عالمی سطح پر استعمار کی ایجنٹی کرتے ہوئے پوری دنیا کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ وہ جہاد کے منکر ہیں۔ لہٰذا انہیں فوج سے نکالا جائے۔ جس مقصد کے لئے مرزا قادیانی کو کھڑا کیا گیا تھا عالمی کفر نے اسے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ عالمی استعمار ہمارے دینی اثاثوں کو تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔ آج پورا کفر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو چکا ہے۔ مغرب و مشرق عالم اسلام کے خلاف متحد ہے۔ حکمران ان کی صف میں کھڑے ہوئے ہیں۔ سیاسی جماعتیں خاموش ہیں۔ ہم اگر نہ اٹھے تو پاکستان کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے گا۔ امریکہ، برطانیہ، انڈیا،

اسرائیل پاکستان کے خلاف متحد ہیں۔ لہٰذا اتحاد کے بغیر مقابلہ نہیں ہوسکتا۔ صلیبی، یہودی، دہشت گردی کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ اس اجلاس کو اتحاد کا نقطہ اتحاد بنانا ہوگا۔

مولانا امجد خان نے کہا کہ قادیانیت کے خلاف فیصلہ بھٹو کے دور میں ہوا۔ اس کا تحفظ کرنا PPP کا فرض ہے۔ پرچم ختم نبوت بلند ہوتا رہے گا۔ اسے سرنگوں نہیں ہونے دیا جائے گا۔ ہم تن، من، دھن قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔

وفاق المدارس کے سیکرٹری جنرل مولانا محمد حنیف جالندھری نے کہا۔ اس عظیم الشان اجتماع میں شرکت باعث سعادت ہے۔ ختم نبوت اسلام کا بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے۔ جس پر قرآن، وسنت کے بے شمار دلائل ہیں۔ ختم نبوت اس معنی میں ہے کہ تکمیل نبوت ہے۔ ختم نبوت کے منکرین کو بڑے اخلاص کے ساتھ اپنے اکابرین کی طرف سے اسلام، ختم نبوت قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر وہ مرزا قادیانی کو چھوڑ کر غلامی رسول میں آجائیں تو ہم انہیں اپنے سر پر بٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ قبر اور آخرت کو دیکھتے ہوئے تمہارے خیر خواہ ہیں۔ جو محمد کا دیوانہ ہے ہم اس کے، جو پیغمبر کا بیگانہ ہے ہم ان کے دجل وفریب کا پردہ چاک کریں گے۔ قادیانی قرآن وسنت، پاکستان کی عدالتوں کا باغی ہے۔ ان کے خلاف بغاوت کا مقدمہ قائم کیا جائے۔ امتناع قادیانیت ایکٹ، تحفظ ناموس رسالت ایکٹ کو ختم کرنے کی سازشوں کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے لاکھوں طلبہ اپنا کردار ادا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مدارس سے کوائف مانگنا معاہدہ کے خلاف ہے۔ اسے سرکاری اہل کاروں کو کسی قسم کے کوائف نہیں دیں گے۔ ناخوشگوار صورتحال کی ذمہ حکومت ہوگی۔ دین مدارس کے نظام تعلیم میں تبدیلی برداشت نہیں کریں گے۔

مولانا مفتی سعید احمد جلالپوری نے فرمایا میں اس کانفرنس میں اپنا لکھوانے کے لئے آیا ہوں۔ آپ تمام حضرات حضور اکرم ﷺ کے خدام میں لکھے گئے ہیں۔ حضرت علامہ انور شاہ نے بہاولپور میں فرمایا۔ میرے نامہ اعمال میں اور تو کچھ نہیں تھا۔ میں حضور ﷺ کا طرفدار بن کر آیا ہوں۔ ہم سب حضور ﷺ کی طرف دار ہیں۔ تمام صلاحیتیں صرف کریں گے۔ ختم نبوت کا منشور حضور ﷺ کی عزت وناموس کا تحفظ ہے۔ منکرین ختم نبوت کا انجام (اسود عنسی) اور مسیلمہ کذاب جیسا ہونا چاہئے۔ جامعہ اشرفیہ کے نائب مہتمم مولانا فضل الرحیم نے کہا انشاءاللہ العزیز شفاعت کا استحقاق لے کر جائیں گے۔ شاہی مسجد کے میناروں کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہم ختم نبوت کے عقیدہ کا بھرپور تحفظ کریں گے۔ عقیدہ ختم نبوت پر پہرہ دیں گے۔ مولانا قاضی ارشد الحسینی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ حضور کی ناموس پر حملہ کرنے والوں کی شرارتوں سے امت کو بچایا جائے گا۔ حضور ﷺ کے کسی نبی کی ضرورت نہیں۔

مولانا احمد علی سراج نے کہا کہ میں انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ۷ر ستمبر ۱۹۷۰ء جب پارلیمنٹ نے غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا تھا تو اس وقت پارلیمنٹ میں مولانا مفتی محمودؒ تھے۔ آج مولانا فضل الرحمٰن کی قیادت میں اس کا بھرپور تحفظ کیا جائے گا۔ جب گذشتہ حکمرانوں نے پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ ختم کیا تو مولانا کی قیادت میں ہم نے بحال کرایا۔ ہم قائد جمعیت کی قیادت میں ایک ہیں۔ ایک ہیں۔ ایک ہیں۔

مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی نے کہا۔ میں صرف مبارکباد پیش کرتا ہوں اور مکمل تعاون کا یقین دلاتا ہوں۔

مولانا محمد الیاس گھمن نے کہا کہ قادیانیوں سے ہزاروں مقامات پر مناظرے ہوئے۔قومی اسمبلی کے فلور پر انہیں مکمل دفاع کا حق دیا گیا۔آج قادیانیوں سے مناظروں کی ضرورت نہیں۔قانون پر عملدرآمد کی ضرورت ہے۔

قاری زوار بہادر، جنرل سیکرٹری جمیعت علماء پاکستان نے کہا کہ میں دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ایک سو نو سال قبل اسی مسجد میں حضرت پیر مہر علی شاہؒ تمام مکاتب فکر کی طرف سے للکار رہے تھے۔آج ان کے نام لیوا للکار رہے ہیں۔نہ کل ہمارے بزرگوں نے انہیں کامیاب ہونے دیا نہ آئندہ ہونے دیں گے۔ مدارس کو دھمکیاں دی جارہی ہیں۔جب تک غلامان رسول زندہ ہیں عالم اسلام کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ہم موت کے خریدار ہیں۔ہمیں اس کے ذریعہ حیات جاوداں عطاء فرمائی جاتی ہے۔

قاری عزیز الرحمٰن فیصل آباد نے قراردادیں پاس کرائیں۔

مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری امیر متحدہ جمیعت اہل حدیث نے کہا۔ختم نبوت کی یہ جماعت سیدنا صدیق اکبرؓ سے چل کر خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم تک آ پہنچی ہے۔آج بھی یہ کارواں جاری وساری ہے۔چند دنوں بعد اسلام آباد پہنچنے والے ہیں۔اب ہم رسول اللہ ﷺ کے نام پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔

اگر ختم نبوت کا عقیدہ نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا۔قرآن، حدیث، قبلہ، اسلام کی تکمیل، دین کی حفاظت کا ذمہ خدا نے لیا۔عالمگیر نبوت سے اتحاد کا پیغام ملا۔یہ سب ختم نبوت کی برکت سے ملا۔کل شیخ الہند مولانا محمود الحسن کے ہاتھ میں میاں نذیر حسن دہلوی کا ہاتھ تھا۔مولانا ثناء اللہ کا، شاہ جیؒ کے ہاتھ میں ہاتھ تھا اور ۱۹۷۴ء میں مولانا مفتی محمودؒ کے ہاتھ میں روپڑی کا ہاتھ تھا۔بطور سپاہی خواجہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کے لئے کہ یہ غلام حاضر ہے۔قادیانیو! تم ایک کفر کا ونگ ہو۔تم اپنی موت مرچکے ہو۔جس حکمران نے تمہارے حق میں نرمی دکھلائی۔رب نے ان کا بستر بوریا گول کردیا۔ختم نبوت والی ترمیم کو چھیڑا گیا تو خواجہ صاحب کی امارت میں ہم اکٹھے ہو کر تمہارا بستر بوریا گول کر دیں گے۔

مولانا محمد الیاس چنیوٹی نے کہا۔پاکستان کی کلیدی اسامیوں سے قادیانیوں کو الگ کیا جائے۔نیو اسٹاک کا ڈائریکٹر جنرل قادیانی ہے۔ان تمام قادیانیوں کو الگ کیا جائے۔تاکہ یہ اپنے ماتحتوں کو گمراہ نہ کرسکیں۔مولانا محمد احمد لدھیانوی نے کہا کہ میں قائد تحریک ختم نبوت خواجہ خواجگان کی قیادت میں کام کرنے والے مبلغین کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ہمارا عقیدہ کل بھی تھا۔آج بھی ہے۔آئندہ قیامت تک رہے گا کہ نبوت کا سلسلہ حضور ﷺ پر بند ہوگیا۔صحابہ کرامؓ پر صحابیت ختم ہے۔اہل بیت نبوی پر اہل بیت ہونا ختم ہے۔میں مجلس کی قیادت کو عملی طور پر یقین دلاتا ہوں۔اصحاب پیغمبر کا تحفظ حقیقت میں عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہے۔سیدنا صدیق اکبر سب سے پہلے محافظ ختم نبوت ہیں۔آج صدیق اکبر کے نام لیوا یہ اعلان کرتے ہیں کہ مسیلمہ پنجاب کا قلع قمع کرنے کے لئے اشارہ ہوگا۔ ہم سر کے بل آئیں گے۔ہم آئندہ بھی میدان نہیں چھوڑیں گے۔عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کے لئے امام المحدثین حضرت علامہ انور شاہ نے شاہ جی کی امیر شریعت کا لقب سے نوازا۔امیر شریعتؒ کی آواز پر دس ہزار مسلمان نے جام نوش فرمایا تھا۔ہم صحابہ کے دشمن کو برداشت نہیں کرتے تو رسول اللہ کے دشمن کو کیسے برداشت کیا جاسکتا ہے۔ہم عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے یقین دہانی کراتے ہیں۔

میاں مرغوب احمد ایم۔این۔اے مسلم لیگ ’’ن‘‘ نے کہا کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرے۔ ہم اتحاد کرتے ہوئے فروعی اختلاف کو پس پشت ڈال دیں گے۔ ہم ناموس نبوت، ناموس صحابہؓ کے لئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنیں۔ اس پر متحد ہو کر چلنا ہوگا۔ مجھے خوشی ہے کہ آج بادشاہی مسجد میں تمام دینی جماعتوں کے قائدین کا ایک پلیٹ فارم پر جمع ہیں۔

مولانا عبدالکریم ندیم نے کہا۔ قائد جمعیت اکابر علماء کرام ۳۵ سال کے بعد یہ منظر دیکھنے میں آیا۔ جب قائد جمعیت مولانا مفتی محمود اسمبلی میں جنگ لڑی۔ باہر شیخ بنوری تھے۔ آج امریکہ کی سرپرستی میں قادیانی باہر آرہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ امت مسلمہ ایک ہو کر بزرگوں کے شانہ بشانہ ختم نبوت کا تحفظ کرے۔

قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم سے پہلے مولانا اللہ وسایا نے خوش آمدید کیا اور کہا کہ مجلس کی پالیسی کبھی بھی تشدد کی نہیں تھی۔ ختم نبوت کا پلیٹ فارم پرامن جدوجہد کا پلیٹ فارم ہے۔ اس سے کامیابی ملی۔ جب تک دنیا میں ایک بھی قادیانی ہے۔ ان کا مقابلہ جاری رہے گا۔ انہوں نے قائد جمعیت کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے ہر دور میں ہماری سرپرستی فرمائی اور آئندہ بھی فرمائیں گے۔

قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ نے فرمایا۔ پرسوز آواز میں خطبہ اور آیات قرآنی تلاوت فرمائی تو مجمع عش عش کر اٹھا۔ آپ نے فرمایا بادشاہی مسجد کا یہ میدان اس دن کو ایک بار پھر دھرا رہا ہے جو دن ختم نبوت کی تاریخ کے صفحات پر اس طرح نقش ہو چکا ہے کہ اسے نہ مٹایا جاسکتا ہے اور نہ پھیلایا جاسکتا ہے۔ ۱۹۷۴ء کی کانفرنس نے پارلیمنٹ سے تاریخ ساز فیصلہ کرایا جو آئین کا حصہ ہے۔ ہم لوگ جو مختلف سیاسی اور غیر سیاسی الجھنوں میں گرفتار رہتے ہیں۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے یہ کارکن، قلعہ ختم نبوت کی چوکیداری کرتے رہتے ہیں۔ سرحدات کی حفاظت کے لئے ہر وقت چوکس رہتے ہیں اور ہمیں بھی اس حوالہ سے چوکس کرتے رہتے ہیں۔ میں مولانا اللہ وسایا پر واضح کرتا ہوں کہ یہ میرا کوئی احسان نہیں بلکہ فریضہ ہے۔ قادیانی فرقہ سے پوری امت کو واسطہ ہے۔ ہم اور آپ اپنی مجالس میں اس بات کو دھراتے رہتے ہیں کہ یہ جہاد کے منکر ہیں۔ آج ایک بار پھر عالمی استعمار، امریکہ کی قیادت میں جہاد کے تصور کے خاتمہ کے لئے تمام تر مادی قوت استعمال کر رہا ہے۔ کوئی مسلمان اپنے عقیدے، مذہبی آزادی، آزادی وحریت کے لئے سرشار رہے تو اسے نیست ونابود کرنے کے لئے حملہ آور ہو رہے ہیں۔ آپ کے اس عزم کو لے کر جانا ہے کہ جہاد کا انکار قادیانیت کی تحریک ہے۔ ہم نے امت کی صفوں کے لئے اتحاد اور تمام تر صلاحتیں بروئے کار لانا ہے۔ ہمیں اس بات کو تسلیم کرنا ہوگا۔ ہمارے دو میدان ہیں۔ ایک ہمارے مسلم معاشرے کا اور دوسرا ہمارے سیاسی مسئلہ ہے۔ ہمارا مسلم معاشرہ مذہب کے ساتھ وابستہ ہے تو اس کی یہ وابستگی دین ومذہب کے ساتھ اس میں مدرسہ کا بنیادی کردار ہے۔ آج عالمی استعمار تمام تر توانائیوں کے ساتھ یلغار کر چکا ہے تو نشانے پر دینی مدرسہ کو رکھا ہوا ہے۔ دینی مدرسہ کو فرقہ پرست کہہ کے کارروائی کا جواز پیدا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ مدرسہ والو! آپ کو گھبرانا نہیں چاہئے۔ جب دیوبند میں انار کے درخت کے نیچے ایک مدرسہ کا آغاز کیا گیا۔ انگریزی اقتدار نے اس کا تمسخر اور مذاق اڑایا تھا۔ اس میں تعلیم حاصل کرنے والوں کو کمی قرار دینے کی کوشش کی گئی۔ اسے معاشرہ کا ذلت

آفرین طبقہ قرار دیا گیا۔ وہ کمزور ترین اور حقیر قوت آج امریکہ جیسی عالمی قوت کے لئے خطرہ بن گیا ہے۔ سمجھ لو میرے اکابر کی کمان سے جو تیر نکلا تھا آج نشانہ پر لگا ہے۔ ہماری جنگ کمزور انسانوں سے نہیں بلکہ دنیا کے باطل امریکہ کے مقابلہ میں ہے۔ آزادی وحریت ہر فرد کا پیدائشی حق ہے۔ فرمایا تھا عمرؓ نے ہماری ماؤں نے ہمیں آزاد جنا ہے۔ یہ پیدائشی حق کو تسلیم نہیں کیا جارہا۔ آج افغانستان، عراق، فلسطین، کشمیر کے مسلمان آزادی وحریت کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ عسکریت جرم ہے میں بھی کہتا ہوں لیکن اگر عالمی قوت یا کوئی بھی ملک ریاستی طاقت کی بناء پر قوم کی آزادی کو سلب کرنے کی کوشش کرے۔ اگر اسرائیل فلسطینیوں کے حق خودارادیت کو تسلیم نہیں کرے گا تو جواب میں عسکریت پسندی فطری عمل ہے۔

اگر انڈیا کشمیروں کا حق تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ عراق میں امریکہ ان کی یہ آزادی وحریت پر قبضہ کرنے کے لئے آیا تو عسکریت کا پیدا ہونا فطری ردعمل تھا۔ طالبان نے افغانستان کے پورے معاشرہ کو کلاشنکوف سے پاک کردیا تھا۔ وسط ایشیاء کے وسائل اور تجارت اور عراق اور قبل کے وسائل پر قبضہ کرنے کے لئے امریکہ نے پلان بنایا ہے۔ ان پر حملہ کیا گیا تو عسکریت پسندی فطری ردعمل ہے۔

اگر امریکہ اور اس کے حواری اور اتحادی چاہتے ہیں کہ عسکریت کا خاتمہ ہو تو اپنی فوجیں واپس لے جائیں عسکری ردعمل کی میں ضمانت دینے کو تیار ہوں۔ یہ راستہ تباہی وبربادی کا راستہ ہے۔ سب سے پہلے پاکستان کا نعرہ لگایا گیا۔ ہم نے یہ پاکستانی کی خیرخواہی اور مفادات کے لئے لگایا گیا۔ ۲۰۰۱ء کے بعد آٹھ سال بعد جب فروری میں الیکشن ہوئے تو صوبہ سرحد میں ہم حزب اختلاف میں بیٹھ کر تعاون کا اعلان کیا۔ امریکہ کو بھی مذاکرات کا راستہ اختیار کرنا ہوگا۔ ۲۰۰۱ء جو جنگ شروع کی تھی، کیا اس کی شدت اور وسعت میں اضافہ ہوا یا نہیں۔ آٹھ سالہ تجربہ بتلا رہا ہے کہ اس کے اثرات قبائلی علاقوں میں پھیلے۔ حالات نے ہماری تصدیق کی۔ پچھلے سال جولائی میں اپنے ملک کے حکمرانوں سے کہا کہ آپ نے حملے جاری رکھے۔ پھر سرحد آپ سے جارہا ہے۔ عام آدمی مقدمہ وفریاد کے لئے تھانوں کی طرف رخ نہیں کرتا۔ عسکریت پسند جب چاہیں مکمل کنٹرول حاصل کرلیں۔ تو پاکستان کا کیا ہوگا۔ وزیراعظم نے ۲۳؍جولائی کو اجلاس بلایا۔ جس میں تمام اتحادی جماعتیں، اسٹبلشمنٹ پنجاب وسرحد کے حکمرانوں نے شرکت کی۔ تمام ایجنسیوں کے ہیڈ موجود تھے اور سات گھنٹے تک بریفنگ دی گئی ہیں۔ اپنے موقف کی میں واحد تھا۔ ہمیں سب کچھ معلوم ہے۔ تمہاری اور ان کی پوزیشن کیا ہے۔ میں نے کہا کہ جس پالیسی پر ۲۰۰۱ء میں گامزن ہوئے تھے اس میں دلدل میں پھنستے چلے گئے ہیں۔ ملکی سلامتی کے سوال پر فیصلہ کن بات کرو۔ تشدد کی پالیسی غلط تھا۔ آپ کی دعاؤں سے سات گھنٹے کی تفصیلی بحث کے بعد متفقہ طور پر اس بات کو تسلیم کیا کہ انہوں نے فضل الرحمٰن کے موقف کی تائید کی۔ جب پارلیمنٹ کا اجلاس بلا کر پالیسی تبدیل کرنے کا اعلان کیا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ حکومت سازی یہ ثانوی مسئلہ ہے۔ ملکی سلامتی پہلا مسئلہ ہے۔ ملکی سلامتی کو ترجیح دی جائے۔ تو مجھے کہا گیا کہ اس کے راستہ میں مشرف رکاوٹ ہے۔ تو مواخذہ کی تاریخ مشرف کی رخصتی پر منتج ہوئی۔ مولانا نے ایک گھنٹہ سے زیادہ خطاب فرمایا اور ملک ملت کو درپیش مسائل کی نشاندھی اور حل بتلایا۔

آپ کی دعا پر پونے چار بجے کانفرنس بخیروخوبی اختتام پذیر ہوئی۔ فلحمد للّٰہ علیٰ ذالک!

ختم نبوت کانفرنس فیصل آباد کی رپورٹ!

مولانا عبدالخالق

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دھوبی گھاٹ میں ۵/اپریل ۲۰۰۹ء عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں ایک محتاط اندازہ کے مطابق ایک لاکھ سے زائد فرزندان توحید اور مجاہدین ختم نبوت نے شرکت کی۔ کانفرنس کی صدارت وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان نے کی۔ جب کہ مہمان خصوصی شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی کہروڑپکا تھے۔

کانفرنس سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے جنرل سیکرٹری قاری محمد حنیف جالندھری، جمعیت علماء اسلام کے مرکزی جنرل سیکرٹری مولانا عبدالغفور حیدری، سابق سینیٹر حافظ حسین احمد، جمعیت اہل حدیث کے جنرل سیکرٹری مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا ضیاء الدین آزاد، مولانا محمد رضوان، صاحبزادہ عزیز احمد، سی۔ پی۔ او فیصل آباد احمد مبارک، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، قاضی عبدالرشید راولپنڈی، مولانا محمد قاسم سیوطی سمیت کئی علماء نے خطاب کیا۔

مقررین نے کہا کہ اس روح پرور، ایمان افروز، عظیم الشان کانفرنس کا مقصد عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانیوں کو دعوت اسلام دینا ہے۔ قادیانیوں کے لئے دو ہی راستے ہیں کہ رحمت عالم ﷺ کی ختم نبوت پر غیر مشروط طور پر ایمان لاکر اسلام کے دھارے میں آجائیں یا پاکستان کے آئین کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت مان لیں اور شریف شہری بن کر رہیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں۔ مقررین نے کہا کہ پاکستان کی سالمیت، تحفظ، استحکام اور بقا عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے ساتھ مشروط ہے۔ مقررین نے کہا کہ ملک وملت پر جب بھی کوئی مصیبت آئی قادیانیوں نے خوشیوں کے شادمانے بجا کر اور گھی کے چراغ جلا کر امت مسلمہ کا منہ چڑانے کی کوشش کی۔ شاہ فیصل شہید ہوئے یا جناب ذوالفقار علی بھٹو کو تختہ دار پر لٹکایا گیا۔ جنرل محمد ضیاء الحق کا طیارہ کرش ہوا یا محترمہ بے نظیر صاحبہ کو قتل کیا گیا۔ قادیانیوں نے اسے جھوٹے نبی کی صداقت کا نشان قرار دیا۔ آج بھی ملک کے حالات کی کشیدگی، امام بارگاہوں اور مساجد میں بم دھماکوں کے پیچھے قادیانیوں کا خفیہ ہاتھ کارفرما ہے۔ انہوں نے کہا کہ مساجد پر خودکش حملوں کا کوئی مسلمان تصور ہی نہیں کرسکتا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماء مولانا اللہ وسایا نے پالیسی بیان دیتے ہوئے کہ ہمارے بزرگوں نے عدم تشدد کی جو پالیسی شروع کی تھی ہم اس پر عمل پیرا ہیں اور رہیں گے۔ ہم نے ہمیشہ دلائل وبراہین کی بات کی ہے۔ جب کہ قادیانیوں کا خمیر خفیہ سازشوں، زیرزمین سرگرمیوں سے اٹھایا گیا ہے۔

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے کہا کہ قادیانیت کے مکمل خاتمہ تک پرامن تحریک جاری رہے گی۔ ایک

قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل کرتے ہوئے ارتداد کی شرعی سزا سزائے موت نافذ کی جائے۔ امتناع قادیانیت ایکٹ اور گستاخ رسول ایکٹ پر مکمل عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔ آزاد قبائل سے کئے جانے والے معاہدہ پر اس کی روح کے مطابق عمل کر کے ان علاقوں پر امریکی ڈرون حملے بند کرائے جائیں۔ سانحہ لال مسجد کے کرداروں بالخصوص پرویز مشرف کے خلاف باقاعدہ کیس رجسٹرڈ کر کے انہیں کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ یہ اجلاس تمام مکاتب فکر کے علماء کرام سے اپیل کرتا ہے کہ ہر ماہ کا ایک جمعہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت کے لئے وقف کر کے قادیانیت کی سنگینی سے نئی نسل کو آگاہ کریں۔

یہ اجلاس جمعیت المدارس العربیہ سے متعلقہ تمام دینی اداروں، جماعتوں کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ انہوں نے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے کانفرنس کے انتظامات، سیکورٹی اور دوسرے مسائل کی نگرانی کر کے اس کانفرنس کی کامیابی کے لئے بھرپور کوششیں کیں۔ ایک قرارداد میں ضلعی انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا گیا کہ نامساعد حالات کے باوجود انہوں نے اپنے فرائض سرانجام دیئے۔ یہ اجلاس تمام شرکاء سے اپیل کرتا ہے کہ جس طرح آج کی کانفرنس میں جوش وجذبہ کے ساتھ شرکت کی ۱۱؍اپریل کو بادشاہی مسجد لاہور میں بھی شریک ہو کر عقیدہ ختم نبوت کے ساتھ والہانہ عقیدت کا ثبوت دیں۔ ایک اور قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ قادیانی اپنے نام نہاد بہشتی مقبرہ میں کسی مسلمان کو نہیں جانے دیتے تو وہ ہمارے قبرستانوں میں اپنے مردوں کو دفن کر کے اشتعال انگیزی کرتے ہیں۔ جیسے کسی صورت میں برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا ان پر پابندی عائد کی جائے۔

کانفرنس میں مولانا سعید احمد جلالپوری، مولانا محمد یحییٰ، مولانا محمد زبیر اشرف عثمانی، حافظ ابوبکر کراچی، قاضی احسان احمد کراچی، مولانا محمد اجمل قادری، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا عزیز الرحمان ثانی، مولانا محمد حسن، سید زید الحسینی، مولانا سید محمود میاں، میاں رضوان نفیس، میاں عبدالرحمان لاہور، فیصل آباد کے علماء کرام، مولانا محمد یوسف اوّل، مفتی محمد طیب، مولانا قاری محمد یاسین، مولانا مفتی محمد زاہد، مولانا سید نذیر احمد شاہ، مولانا سید جاوید حسین شاہ، قاری محمد وقاص، قاری محمد یونس رحیمی، قاری محمد ابراہیم، مفتی محمد ضیاء مدنی، قاری عزیز الرحمان، قاری جمیل الرحمٰن، قاری خلیل الرحمان، جمعیت اہل حدیث کے نائب امیر مولانا محمد یوسف انور، حاجی خالد محمود قاسمی، حامد ضیاء مدنی، مولانا ساجد فاروقی، علامہ محمد ممتاز کلیار، مولانا عبدالرزاق، مفتی فضل الرحمٰن، قاری ولی العزیز احسن، مفتی حفظ الرحمان بنوری، قاری محمود صدیق، مولانا سید محمد زکریا، مقامی سیاسی قائدین خواجہ محمد اسلام ایم۔ پی۔ اے، میاں عبدالمنان سابق ایم۔ این۔ اے، حاجی محمد اکرم انصاری ایم۔ پی۔ اے، چوہدری شیر علی، تاجر راہنماء شاہد رزاق سکا، حاجی بشیر احمد، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، حافظ صاحبزادہ مبشر محمود، مولانا محمد فیاض مدنی نواب شاہ سندھ، مولانا محمد قاسم سیوطی، قاضی عبدالخالق، مولانا عبدالرشید غازی، مولانا محمد رضوان نے خصوصی شرکت کی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا عبدالرحیم بلوچ، مولانا محمد رضوان، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد نے سرانجام دیئے۔

مولانا سید امیر حسین گیلانیؒ کا وصال!

مولانا اللہ وسایا

۱۲؍اپریل ۲۰۰۹ء بروز اتوار مولانا سید امیر حسین گیلانی انتقال فرمائے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

۱۱؍اپریل کو بادشاہی مسجد لاہور میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس پونے چار بجے صبح اختتام پذیر ہوئی۔ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا معرکۃ الآراء اختتامی بیان تھا۔ بیان کیا تھا لگتا تھا مولانا کی خطابت معراج پر ہے۔ فجر کی اذانیں دوستوں کو ملتے ملاتے سٹیج پر ہوگئیں۔ کام کو سمیٹا۔ عائشہ مسجد مسلم ٹاؤن میں فجر کی نماز آ کر پڑھی۔ دفتر میں تھکے ماندے گھوڑے بیچ کر دراز ہوگئے۔ دوپہر کو اٹھے۔ چائے کا ایک کپ لیا۔ ظہر پڑھتے ہی خانقاہ سراجیہ کے لئے عازم سفر ہوئے۔ موٹروے پر مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا فون موصول ہوا کہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ کو فون کریں۔ ابھی ان کا فون بند ہوا کہ مخدوم گرامی حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم کی کال مولانا صاحبزادہ عزیز احمد کے فون پر موصول ہوئی۔ بات کرنے کے بعد صاحبزادہ صاحب نے فون مجھے تھمادیا۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے کامیاب کانفرنس کے انعقاد پر مبارک باد دی۔ فقیر ان کی کامیاب ولاجواب مدلل تقریر پر ان کا ممنون احسان ہوا۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے اگلے ہی لحہ حضرت مولانا سید امیر حسین گیلانی کے سانحہ وفات کی اطلاع دی۔ اس سے پہلے بالکل بے خبر تھے۔ سخت صدمہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ حضرت مولانا ابھی اوکاڑہ کے لئے عازم سفر ہورہے ہیں۔ ہم لوگوں نے خانقاہ سراجیہ پہنچنا تھا کہ ملک بھر سے شوریٰ کے ارکان نے اسی شام خانقاہ سراجیہ تشریف لانا تھا اور اگلے روز ۱۳؍اپریل کو شوریٰ کا اجلاس تھا۔ جنازہ میں شرکت کی محرومی پر دل پسیج گیا۔ ذیل کے تعزیتی چند کلمات سے اس کی تلافی کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت مولانا سید امیر حسین گیلانیؒ کشمیری خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ دارالعلوم دیوبند سے دورہ حدیث شریف کیا۔ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد رشید تھے۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں نہ صرف حصہ لیا بلکہ قید وبند کی منزلوں سے گزرے۔ عرصہ ہوا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء شائع کی تھی۔ اس زمانہ میں مولانا سید امیر حسین گیلانیؒ سے ایک انٹرویو کیا تھا۔ وہ ملاحظہ فرمائیں:

''مولانا سید امیر حسین گیلانیؒ فرماتے ہیں کہ میں تبلیغی جماعت کے ساتھ کراچی گیا ہوا تھا۔ احراری خون تھا۔ کراچی جہانگیر پارک میں ظفر اللہ خان قادیانی کی تقریر میں موجود تھا۔ اس نے اسلام کو مردہ مذہب اور قادیانیت کو زندہ اسلام کہا۔ سنتے ہی ہم نے شور کردیا۔ مجھے یہ سعادت حاصل ہے کہ سب سے پہلے پتھر ظفر اللہ خان کی طرف میں نے چلایا۔ جلسہ ہلڑ بازی کا شکار ہوگیا۔ ہم گرفتار کر لئے گئے۔ رات گئے تک تھانہ میں رہے۔ پھر ہم نوخیز نوجوانوں کو رہا کردیا گیا۔ تبلیغ میں وقت لگا کر واپس پنجاب آ گئے۔ جامعہ اشرفیہ لاہور میں داخلہ لے لیا۔ تحریک ختم نبوت کی ابتداء میں موچی دروازہ لاہور میں جلسہ عام جس میں مولانا ابوالحسناتؒ کی صدارت تھی۔ حضرت

امیر شریعتؒ، حضرت لاہوریؒ کا خطاب تھا۔ شریک ہوا۔ پھر نسبت روڈ پر جلسہ منعقد ہوا۔ اس میں مجلس عمل کے رہنماؤں نے خطاب کیا۔ سب سے بہترین اور عمدہ خطاب مولانا محمد علی جالندھریؒ کا ہوا۔ اس میں بھی مجھے شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ مولانا محمد علی جالندھریؒ نے مرزائیت کا مذہبی وسیاسی تجزیہ کیا۔ تقریر معلومات کا خزانہ اور دلائل کا سمندر تھی۔ مجھے اب بھی یاد ہے کہ مولانا محمد علی جالندھریؒ نے ظفر اللہ قادیانی کے وزیر خارجہ ہونے کے حوالے سے اس کی تعیناتی پر سخت گرفت کی۔ آپ نے فرمایا کہ ظفر اللہ قادیانی کے وزیر خارجہ ہوتے ہوئے ان وجوہات کی بناء پر کشمیر کے مسئلہ کا حل ناممکن ہے۔ اس لئے:

۱...... ظفر اللہ خان نے قادیانی ووٹ غیر مسلموں میں شامل کرا کر گرداسپور کو غیر مسلم اقلیت کا ضلع باؤنڈری کمیشن کے سامنے ثابت کیا۔ کشمیر کا پاکستان سے رابطہ وراستہ ہی جب اس نے کاٹ دیا تو اب اس سے کشمیر کے مسئلہ کے حل کی توقع رکھنا مسلم لیگی حماقت ہے۔

۲...... کشمیر پاکستان سے مل جائے تو مسلم کاز کو تقویت ملے گی۔ جب کہ یہ (ظفر اللہ) مسلم کاز کا ہندوؤں سے زیادہ دشمن ہے۔

۳...... کشمیر حاصل کرنے کے لئے اسلامی ممالک کا تعاون ضروری ہے۔ ظفر اللہ خان نے وزیر خارجہ ہونے کے ناطے تمام سفارت خانوں میں قادیانی افراد بھرتی کر کے ملت اسلامیہ کی ہمدردی سے پاکستان کو محروم کر دیا ہے۔

۴...... ظفر اللہ خان کا گرو مرزا بشیر الدین اکھنڈ بھارت کا الہامی عقیدہ رکھتا ہے۔ یہ اپنے گرو کے نقش قدم پر چلے گا نہ کہ مسلمانوں کی خاطر کشمیر کیس لڑے گا۔

۵...... ظفر اللہ نے یو این او میں کشمیر سے پاکستان کی افواج کے اخراج اور ہندوستانی فوج کی وہاں پر موجودگی میں ہی مہاراجہ کشمیر کی زیر نگرانی استصواب رائے کے معاہدہ پر دستخط کر دیئے ہیں۔ ان حالات میں یہ کہنا کہ کشمیر ہمیں مل جائے گا یہ ان کی حماقت کا بہترین شاہکار ہے۔

حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی تقریر کے بعد حضرت امیر شریعتؒ نے فرمایا کہ مولانا محمد علی جالندھریؒ کی یہ تقریر کسی بین الاقوامی پلیٹ فارم سے ہوتی تو آج مولانا نے جس طرح اپنا کیس ثابت کیا ہے مسلم لیگ کے لئے ظفر اللہ خان کو وزیر خارجہ رکھنے کا کوئی جواز باقی نہ رہ جاتا۔ حضرت امیر شریعتؒ نے فرمایا مجھے فخر ہے اس بات پر کہ میری جماعت کے رفقاء دلائل وبراہین کی دنیا میں اپنا کیس ثابت کرنے میں کسی بیرسٹر سے کم نہیں۔ یہ کہہ کر شاہ جیؒ نے تقریر کرنے سے انکار کر دیا۔

کچے کو توڑ دو (لطیفہ)

سید امیر حسین گیلانیؒ فرماتے ہیں کہ میں اس تقریر میں موجود تھا۔ مولانا کی تقریر کے دوران نسبت روڈ کے مرزائیوں نے اپنے مکانات سے سنگ باری شروع کر دی۔ مولانا محمد علی جالندھریؒ نے مشتعل ہجوم کو کوئی کاروائی کرنے سے روک دیا اور موقعہ کی مناسب سے ایک لطیفہ بھی سنایا جو یہ تھا کہ ایک دفعہ نوکرانی بادشاہ کے گھر میں چکی

پیس رہی تھی۔ بادشاہ کی گھر والی کو نوکرانی نے کہا کہ آپ کی لڑکی جوان ہے اور میرا لڑکا جوان ہے۔ رشتہ نہ کرلیں؟ بادشاہ کی گھر والی نے اپنے خاوند سے ذکر کیا۔ اس نے کہا کہ جہاں نوکرانی بیٹھی تھی وہ جگہ کھدواؤ۔ چنانچہ ایسا کیا۔ نیچے مدفون خزانہ ملا۔ (کچا) جواہرات سے بھرا ہوا تھا۔ وہ نکال کر بادشاہ نے جگہ ہموار کرادی اور پھر گھر والی کو کہا کہ اب جب دوبارہ نوکرانی چکی پیسنے آئے پھر دیکھنا یہ کیا کہتی ہے۔ چنانچہ دوسرے دن نوکرانی آئی۔ دانے پیسے مگر کوئی بات نہ کی۔ بادشاہ کی گھر والی نے خود کہا کہ کل آپ نے اپنے لڑکے اور میری لڑکی کے رشتہ کی بات کی تھی۔ تو نوکرانی قدموں پر گر گئی کہ میں نے قطعاً یہ بات نہ کی تھی۔ مجھ پر تہمت نہ لگائی جائے۔ بادشاہ کی گھر والی نے اپنے خاوند کو یہ رپورٹ دی تو خاوند نے کہا کہ پہلے دن نوکرانی نہیں اس کے نیچے سے (کچا) بول رہا تھا۔ مولانا نے فرمایا کہ ان مرزائیوں کو کچھ نہ کہو جو اینٹیں مروار ہے ہیں اس ''کچے'' (ظفر اللہ خان) کو توڑ دو۔ اس پر مجمع لوٹ پوٹ ہو گیا اور مولانا کو خوب داد ملی اور یہ کہ فتنہ بھی ختم ہو گیا۔

مولانا گیلانی موصوف فرماتے ہیں کہ تحریک کے شروع ہونے پر باہر سے آنے والے قافلوں کو سنبھالنا وغیرہ میرے ذمہ ٹھہرایا۔ جب موقع ملتا نوجوان رفقاء کا جلوس لے کر لاہور میں بازار کا چکر بھی لگا لیتے۔ مجھے یاد ہے کہ مارشل لاء کے نفاذ کے بعد ہم دو اڑھائی سو نوخیز نوجوانوں اور لڑکوں کا ایک گروپ دھنی رام روڈ پر جا رہا تھا۔ ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر تقریر شروع کی۔ قادیانی نوجوان فوج کی جیپ میں سوار تھے۔ تقریر کرنے والے کو گولی داغ دی۔ دوسرا نوجوان بڑھا۔ اس نے سپیکر سنبھال کر تقریر شروع کردی۔ قادیانی اوباشوں نے اس کو بھی گولی داغ دی۔ اسی طرح پانچ چھ نوجوان یکے بعد دیگرے تڑپے مگر عشق رسالت مآب ﷺ کے جذبہ کو ماند نہیں پڑنے دیا۔ اس قادیانی ظلم پر روڈ کے دونوں طرف کے مکانات سے اس جیپ پر پتھراؤ شروع ہو گیا۔ جیپ والے قادیانی سورما بھاگ نکلے اور ہمارا جلوس پھر روانہ ہو گیا۔

انارکلی میں راست اقدام کا اشتہار میں نے تقسیم کیا۔ اشتہار تقسیم کر رہا تھا کہ پولیس آن دھمکی۔ ایک گلی سے ہو کر گرفتاری سے بچ نکلا۔ جامع مسجد وزیر خان کو جب فوج نے خالی کرالیا تو ہمارے رضا کاروں کا دستہ جامع مسجد علی ہجویریؒ (داتا دربار) منتقل ہو گیا۔ ان کے لئے تانگہ پر دیگ پکوا کر لایا۔ میں خود سائیکل پر تھا۔ مسجد کے دروازے پر آئے تو پیچھے بازار میں افراتفری تھی۔ معلوم ہوا کہ ملٹری کے ٹینک بکتر بند گاڑیاں یہاں بھی آ گئی ہیں۔ تنگ گلی سے ایک ہاتھ پر سائیکل اٹھایا اور نکل گیا۔ اب جا کر مولانا غلام غوث ہزاروی سے ملاقات کی۔ شہر میں فوج کا گشت تھا، جس پولیس کے دستہ نے گولی چلانے سے انکار کر دیا تھا وہ حوالہ زندان کر دیئے گئے۔ ملٹری کا جو دستہ شہر میں آ کر مسلمانوں کے جذبہ عشق و مستی کو دیکھتا اور متاثر ہوتا انہیں تبدیل کر دیا جاتا تھا۔ فوج پارا چنار اور بنگال کی لائی گئی تا کہ وہ تحریک کے لوگوں کی سرے سے بات ہی نہ سمجھ پائے۔ مولانا ہزاروی نے ایبٹ آباد، مانسہرہ، سرحد کے لوگوں کے پتے لکھ دیئے کہ ان کو مل کر وہاں سے آواز کو موثر طور پر اٹھایا جائے۔ گوجرانوالہ گیا۔ وہاں سے مولانا عبدالقیوم صاحب میرے ساتھ ہوئے۔ قلعہ کالری گجرات میں جا کر تقریر کی۔ جلوس نکالا۔ مولانا سید عنایت اللہ شاہ پہلے گرفتار تھے۔ وہاں سے جہلم، پنڈی، ہزارہ کا دورہ کیا۔ خان عبدالقیوم خان وزیر اعلیٰ سرحد نے اعلان کر رکھا تھا

کہ پنجاب کے غنڈوں (تحریک کے لوگوں) کو یہاں آنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ہم نے ہزارہ ڈویژن کا دورہ کرلیا۔خان عبدالقیوم خان کو دورہ پڑاوہ ہزارہ آیا۔ہم ہزارہ سے راولپنڈی وہاں سے جہلم آگئے۔جہلم میں جمعہ پر بیان ہوا وجلوس نکالا۔گرفتار ہوگئے۔ چھ ماہ قید کاٹ کر رہا ہوئے۔ رہائی پر پھر جہلم میں تقریر کی اور پھر لاہور آگئے۔‘‘(تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء ص ۸۲۱،۸۲۳)

مولانا امیر حسین گیلانی بلا کے بہادر تھے۔ان میں حسینی خون تھا۔وہ جس بات کو حق سمجھتے تھے ڈٹ جاتے تھے۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں جمعیت علماء اسلام کی طرف سے مجلس عمل میں نمائندگی فرماتے رہے۔ملک کے جس حصہ میں دعوت دی جاتی ضرور تشریف لاتے۔ چنیوٹ، چناب نگر کی کانفرنسوں پر ان کی تشریف میں شاید کبھی ناغہ ہوا ہو۔

جمعیت علماء اسلام ان کی سرگرمیوں کا اوڑھنا بچھونا تھی۔ مرکزی نائب امیر، پنجاب جمعیت کے امیر اور اسلامی نظریاتی کونسل کے دوبار رکن رہے۔ بہت بیدار مغز رہنما تھے۔ان کی تقریر شعلہ بار ہوتی تھی۔خوب تیز بولتے تھے۔شاہ صاحب کا رنگ پکا، جسم گھنا اور فربہ، قد درمیانہ، پیشانی کشادہ، داڑھی مشت بھر شدید گھنی، طبیعت سادہ، مزاج میں جمال وجلال کی کیفیت حسب موقعہ اس کا ظہور ہوتا رہتا تھا۔ضیاء الحق کے شدید مخالف، ایم۔آر۔ڈی کی تحریک میں بڑی بہادری سے حصہ لیا۔ مذہبی تحریکوں میں ہمیشہ صف اوّل میں رہے۔شوگر کے مریض تھے۔اس نے گردوں پر شدید اثر کیا۔ زید ہسپتال میں زیر علاج رہے۔ وفات گھر پر ہوئی۔ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن نے جنازہ پڑھایا۔مرحوم پر فضل الٰہی ہو۔حق تعالیٰ بال بال مغفرت کریں۔ان کی وفات سے تاریخ کا ایک باب بند ہوگیا۔ جامعہ مدنیہ، چھ بیٹے، دو بیٹیاں، اہلیہ، ہزاروں عقیدت مند، جمعیت علماء اسلام ان کا صدقہ جاریہ ہیں۔

ختم نبوت کانفرنس بہاول پور

۲۶ مارچ بعد نماز عشاء جامع مسجد الصادق میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ہزاروں مسلمانوں نے روایتی جوش وجذبہ کے ساتھ شرکت کی۔کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔مختصر تلاوت کے بعد مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کانفرنس کے اغراض ومقاصد، پس منظر، بہاول پور کے دینی ذوق، مقدمہ بہاول پور میں امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی تشریف آوری، مقدمہ بہاول پور کی پیروی میں حصہ لینے والے اکابر کے حالات جیسے عنوانات پر مختصر خطاب کیا۔مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ نے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت پر خطاب فرمایا اور اس کی حفاظت کو ذات رسول اللہ ﷺ کی حفاظت قرار دیا۔شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے قادیانیت کی ارتدادی تحریک اور اس کے تعاقب کے لئے علمائے کرام کی خدمات پر سیر حاصل گفتگو فرمائی اور قادیانیت کے خاتمے تک تحریک جاری رکھنے کا اعلان کیا۔آخری خطاب مولانا سید عبدالمجید شاہ ندیم کا ہوا۔انہوں نے مسئلہ ختم نبوت قرآن وسنت اور عقل کی روشنی میں کے عنوان پر خطاب فرمایا۔کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا محمد اسحق ساقی نے سرانجام دیئے۔ جبکہ مولانا محمد قاسم رحمانی ان کے معاون رہے۔ استاذ العلماء شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ کی نیابت مولانا مفتی ظفر اقبال نے کی۔

ظفر اللہ کی وزارت پہ ناچنے والو!

یہ کھونٹا کب تک رہے گا جس پر تم ناز کر رہے ہو!

دوسری سالانہ ختم نبوت باغ لانگے خان ملتان کی کانفرنس سے مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے خطاب فرمایا۔ ۲۶ر دسمبر ۱۹۵۰ء کے آزاد سے پیش خدمت ہے۔ (ادارہ)

محترم دوستو بزرگو اور بھائیو! مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی یہ دوسری سالانہ ختم نبوت کانفرنس ہے۔ یہ اس کی آخری نشست ہے۔ اس میں یہ سوچنا ہے کہ کانفرنس کی تمام نشستوں میں کتنی باتیں کہی جاچکی ہیں اور کون سی ضروری باتیں ابھی کہنا باقی ہیں تاکہ مقصد کے لحاظ سے کوئی بات ایسی نہ رہے جس کی پوری طرح وضاحت نہ ہوسکے۔

حضرات! میں نے صدر کانفرنس حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ کی تقریر سے قبل عرض کیا تھا کہ جمعہ کے روز سے لے کر اب تک مختلف رقعہ جات میں اور مختلف حضرات نے زبانی بھی بار بار ایک سوال کیا۔ مجھ سے اس کی حقیقت دریافت کرنا چاہی۔ مگر میں نے اس کے اظہار سے عمداً گریز کیا۔ چنانچہ کئی دوستوں نے اس پر اظہار ناراضگی بھی فرمایا۔

ایک مقامی مسئلہ اور اس کی شرعی حیثیت

میں اس وقت اس واقعہ کا اظہار کئے دیتا ہوں۔ مجھے ایسا کرنے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ملتان میں محمد بخش نامی ایک مرزائی کا انتقال ہوا اور اس کی نماز جنازہ ایک مسلمان نہ صرف مسلمان ہی بلکہ آل رسول کے ایک فرد نے پڑھائی اور یہ واقعہ ہے کہ اس متوفی کے تین لڑکے جو مرزائی ہیں وہ اس وقت ایک طرف ہوکر کھڑے رہے۔ اس لئے کہ ان کے باپ کی نماز جنازہ ایک مسلمان پڑھا رہا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے اور باقی ۲۹ مرزائیوں نے اپنی نماز علیحدہ پڑھی۔

ہم سے بار بار اصرار کیا جارہا ہے۔ تم یوں کہو! تم اس چیز کا اظہار کرو! میں کہتا ہوں اگر انہوں نے یہ نماز جنازہ پڑھائی یا اس میں کسی صورت میں بھی شمولیت کی یا مرزائیوں سے کسی معاملہ میں شرکت کی ہے تو انہوں نے غلطی کی ہے۔ مذہبی قومی اور ملکی بلکہ کسی لحاظ سے بھی ان کے لئے جائز نہیں تھا کہ وہ اس فتنۂ مرتدہ مرزائیہ کے ساتھ کسی طرح بھی تعاون کرتے۔ ہمارے شہر کے اسلامیہ ہائی سکول میں جہاں کہ ہمارے نونہال، معصوم بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ انہیں تعلیمات اسلامی کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔ اس سکول میں پہلے ایک مرزائی ٹیچر تھا اور اب

تین مرزائی مدرس کی حیثیت سے وہاں کام کررہے ہیں۔

یہ بڑے دکھ کی بات تھی۔ میں ان حضرات سے بار بار عرض کرتا ہوں۔ جنہوں نے رقعہ جات کے ذریعہ مجھ سے وہ بات یہاں کہلوانی چاہی۔ میں خود صدر انجمن اسلامیہ کی خدمت میں جاؤں گا؟ وفد لے کر ان کے ہاں حاضر ہوں گا اور عرض کروں گا کہ اگر آپ نے مرزائی کے جنازہ میں شرکت کی ہے تو آپ کے لئے اسلامی نقطۂ نظر سے یہ بات نامناسب تھی۔ مگر دوستوں نے اس بات پر تلخ باتیں کیں۔ برادران محترم! جس جماعت نے وقتی سیاست سے اپنے آپ کو علیحدہ کر دیا ہے۔ اس سیاست کی وجہ سے کئی خاندانوں کے اور ہمارے درمیان جو خلیج حائل تھی اب ہم نے دیانتداری سے اسے ختم کر دیا ہے۔ ہم ایک تبلیغی جماعت کی حیثیت سے جو باتیں تبلیغ دین کے سلسلہ میں ضروری معلوم ہوں وہ عرض کریں گے۔ ہماری پوزیشن ایک مبلغ کی سی ہے۔ ہم اپنے لب ولہجہ میں لینت اور نرمی برتیں گے۔

گیلانی پارٹی نے اگرچہ پہلے اختلاف کیا تھا۔ مگر بطور ایک مسلمان کے حضرت امیر شریعت مدظلہ نے پچھلے سال فرمایا تھا کہ میری پگڑی لے جاؤ اور گیلانیوں کے قدموں پر رکھو اور ان سے کہو کہ آؤ! تمام اختلافات ختم کر دیں اور تاجدار مدینہ حضرت محمد مصطفیﷺ کی شان ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں اتفاق کریں۔ ایک جگہ اکٹھے ہو جائیں۔ ہمیں اور آپ کو اسی مبارک نام کے صدقے میں روٹی ملتی ہے۔

حضرات! میں عرض کر رہا تھا کہ مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ مرزائی کا جنازہ پڑھے۔ مرزائی مرتد ہے۔ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس کا کفر سب کافروں سے زیادہ ہوتا ہے۔ ایک مسلمان حکومت کافروں سے تو صلح کر سکتی ہے۔ کئی معاملات میں تعاون واشتراک ہوسکتا ہے۔ مگر............ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ مرتد کے ساتھ کسی صورت میں بھی صلح کی جاسکے۔ مرتد کے شریعت نے جو احکام صادر فرمائے ہیں وہ ''الشہاب'' میں دیکھئے! لیکن وہ تو ہماری گورنمنٹ پنجاب نے ضبط کر لی ہے۔ حکومت نے ''الشہاب'' کو ضبط نہیں کیا۔ بلکہ اس نے آیات قرآن اور احادیث نبویﷺ کو ضبط کیا ہے؟ ''الشہاب'' کا لفظ تو ان آیات قرآن کے سرورق پر لکھا گیا ہے۔ مرزائیوں نے ''الشہاب'' کے خلاف نہایت عیاری سے پروپیگنڈا کیا۔ جس سے متاثر ہوکر حکومت نے وہ فعل کیا۔ جسے مرزائیت نوازی پر محمول کیا جاتا ہے۔ اس واقعہ نے میرے دل کو بری طرح زخمی کیا ہے۔ مگر آپ کو ابھی بھی شوق ہے کہ مرزائی کا جنازہ پڑھیں۔ درآں حالیکہ اس کے لڑکے آپ کے پیچھے نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیں اور ایک طرف ہوکر بیٹھے رہیں۔ میری کوشش ہے کہ میں ایک وفد لے کر گیلانیوں کے پاس جاؤں اور ان سے مؤدبانہ درخواست کروں کہ اسلامیہ ہائی سکول سے مرزائیوں کو نکال دو۔ ہمارے معصوم بچوں کو کفر وارتداد کی تعلیم سے بچاؤ۔

اقبال اور قادیانیت

مسلمانان پاکستان شاعر اسلام اقبال مرحوم کو مانتے ہیں۔ جسے نقاش پاکستان کا بلند خطاب دیا جاتا ہے۔ آپ حضرات بھی ان کے معتقد ہیں اور میں بھی ان کا معتقد ہوں۔ مگر میرا اعتقاد ایک دوسری وجہ سے ہے اور وہ یہ کہ

حضرت اقبالؒ کا کلام، اقبال کی پاکیزہ خیالی، اقبال کی روحانی پرواز، یہ سب استاذ مکرم حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کی صحبت کا اثر ہے۔ یہ انہی کے طفیل اور انہی کے صدقے حاصل ہوا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی صحبت سے اقبالؒ کی زندگی بدل گئی۔ اقبالؒ کی بلند خیالی نے دوٹوک فیصلہ کرتے ہوئے پوری وضاحت سے مطالبہ کیا کہ مرزائی کسی مملکت اسلامیہ کے وفادار نہیں ہو سکتے۔ اس فرقے کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اس فرقۂ مرتدہ کو مسلمانوں سے علیحدہ ایک جدا کافر و مرتد اقلیت قرار دو۔

جہاں تک خدا کو ماننے اور خدا کے وجود کو تسلیم کرنے کا تعلق ہے۔ دنیا کی تمام قومیں کسی نہ کسی نام سے خدا کو مانتی ضرور ہیں۔ چنانچہ مسلمان خدا تعالیٰ کو رحمٰن، کے نام سے عیسائی گارڈ کے نام سے، ہندو رام اور سکھ واہ گورو جی کے نام سے اور ایسے ہی دنیا کی دوسری قومیں بھی خدا کو اپنی مختلف زبانوں میں مختلف ناموں سے یاد ضرور کرتی ہیں۔ لیکن وہ تمام قومیں اپنے اپنے مقام پر ایک دوسری قوم سے جدا جدا ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ پاکستان جیسی آزاد مسلمان سلطنت کی بنیاد ہی صرف اسی نقطۂ نظر پر قائم ہوئی ہے۔ دنیا کی دوسری قوموں سے ہم اسی بات پر جدا ہوئے کہ ہم ایک جدا قوم ہیں۔ ہماری تہذیب، ہمرا کلچر دوسروں سے الگ ہے۔ مرزائیوں کا عقیدہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے متعلق وہ نہیں ہے جو عام مسلمانوں کا ہے۔ اس لئے وہ ان مسلمانوں سے ایک جدا قوم متصور ہوئے۔ چنانچہ حضرت اقبالؒ نے حکومت کو مشورہ دیتے ہوئے مطالبہ کیا تھا۔

اقبال کا قومی مطالبہ

''ہندوستان کی سرزمین میں بے شمار مذاہب بستے ہیں۔ اسلام دینی حیثیت سے ان تمام مذاہب کی نسبت زیادہ گہرا ہے۔ کیونکہ ان مذاہب کی بنا کسی حد تک مذہبی ہے اور ایک حد تک نسلی، اسلام نسلی تخیل کی سراسر نفی کرتا ہے اور اپنی بنیاد محض مذہبی تخیل پر رکھتا ہے اور چونکہ اس کی بنیاد صرف دینی ہے۔ اس لئے وہ سراپا روحانیت ہے۔ اور خونی رشتوں سے کہیں زیادہ لطیف بھی ہے۔ اس لئے مسلمان میں ان تحریکوں کے معاملہ میں زیادہ حساس ہے جو اس کی وحدت کے لئے خطرناک ہیں۔ چنانچہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو۔ لیکن اپنی بناء نئی نبوت پر رکھے اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے۔ مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لئے ایک خطرہ تصور کرے گا اور یہ اس لئے کہ اسلامی وحدت ''ختم نبوت'' سے ہی استوار ہوتی ہے۔''

(حرف اقبال ص۱۲۲)

''میری رائے میں حکومت کے لئے بہترین طریق کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کریں۔ یہ قادیانیوں کی پالیسی کے عین مطابق ہے اور مسلمان ان سے ویسی ہی رواداری سے کام لے گا جیسے وہ باقی مذاہب کے معاملہ میں اختیار کرتا ہے۔''

(حرف اقبال ص۱۲۹)

حضرت اقبالؒ نے انجمن حمائت اسلام کے تمام سکولوں سے مرزائیوں کو یکسر نکلوادیا تھا۔ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ اقبالؒ کے شیدائی آج مرزائیوں کو اپنا رہے ہیں۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

اس سلسلہ میں میں اپنے کالجیئٹ دوستوں سے خصوصی گذارش کرنا چاہتا ہوں۔ میرے پڑھے لکھے بھائیو! آپ حضرات کو یہاں پر ایک اشکال ہوگا کہ مرزائی بھی مسلمانوں جیسا کلمہ پڑھتے ہیں اور باقی معاملات بھی مسلمانوں کی طرح سرانجام دیتے ہیں۔ پھر ہم میں اور ان میں کیا فرق ہوا؟ یہاں ایک بات ذہن نشین ہو جائے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ نبوت ورسالت کا سلسلہ مجھ پر بند ہو چکا ہے۔ میں خاتم الانبیاء ہوں؟ میرے بعد جو شخص بھی نبوت ورسالت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔ مرتد ہے دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ آپ حضرات یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ مرزائی حضرات محمد رسول اللہ ﷺ کا کلمہ نہیں پڑھتے۔ آپ کہیں گے، مولوی صاحب! ہم نے ان کا کلمہ سنا ہے۔ اس کے الفاظ تو وہی ہیں جیسے مسلمانوں کے کلمہ طیبہ کے ہیں۔ یہ بات آپ کو ایک مثال کے ذریعہ سمجھاتا ہوں۔ یہاں میں نے ابھی ایک آواز دی تھی۔ ''عطاء الرحمٰن'' جہاں تک اس آواز اور اس نام کا تعلق ہے اس مجمع میں اور بہت سے اسی نام کے عطاء الرحمٰن بیٹھے ہیں۔ میری آواز پر کسی دوسرے عطاء الرحمٰن نے آنے اور لبیک کہنے کی کوشش نہیں کی۔ میری آواز پر میرا بھائی عطاء الرحمٰن ہی آیا اور اس نے ہی سمجھا کہ بھائی مجھے آواز دے رہا ہے اور مجھے بلاتا ہے۔ ایسے ہی اگر کوئی شخص اپنے لڑکے، اپنے بھائی یا اپنے کسی رشتہ دار کو آواز دے گا تو اس آواز پر وہی شخص آئے گا جسے بلایا جارہا ہے۔ ہمنام کئی دوسرے آدمی بھی ہوا کرتے ہیں۔ لیکن ان میں سے کوئی آدمی آنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد خود محمد رسول اللہ ہے۔

محمد رسول اللہ کی مرزائی تفسیر

چنانچہ مرزا غلام احمد نے قرآن پاک کی اس آیت ''محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم'' کے بارے میں لکھا ہے کہ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ (ایک غلطی کا ازالہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! جب یہ مان لیا گیا کہ محمد رسول اللہ سے مراد چراغ بی بی کا بیٹا، غلام مرتضیٰ کا لڑکا ہے اور جب مسلمان کلمہ ''لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ'' پڑھتے ہیں تو حضرت محمد ﷺ سے مراد حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ کے بیٹے، عبدالمطلب کے پوتے، حضرت فاطمہؓ کے والد ماجد اور حضرت حسنؓ وحسینؓ کے نانا ہوتے ہیں۔ وہ محمد ﷺ جو مکہ میں پیدا ہوئے اور آج کل مدینہ منورہ کے گنبد خضراء کے سائے میں آرام فرما ہیں۔ مسلمان جب کلمۂ لا الہ پڑھتے ہیں تو اس میں غلام احمد کی نبوت کا اقرار نہیں کرتے۔ بلکہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت ورسالت کا اقرار کرتے ہیں۔ مگر یہی کلمہ جب مرزائیوں کی زبان سے نکلتا ہے تو ان کی مراد مرزا غلام احمد سے ہوتی ہے اور وہ مرزا غلام احمد کی نبوت کا اقرار کرتے ہیں بدیں صورت مسلمانوں اور مرزائیوں کا کلمہ ایک نہ ہوا۔

قومیت کے اختلاف کی ایک استدلالی مثال

میں یہ بات ایک مثال سے اچھی طرح واضح کئے دیتا ہوں۔ مثلاً ایک آدمی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو

پیغمبر تسلیم کرتا ہے۔ ہم اسے کیا کہیں گے؟ یہودی! پھر وہی شخص کچھ عرصہ بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ پاتا ہے اور وہ عیسائی ہو جاتا ہے۔ حالانکہ جب اس نے عیسائیت کو قبول کیا تھا۔ اس کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ وہ مذہب تبدیل کرتے وقت دوسرے نبی کی نبوت کو تسلیم کرنے سے پیشتر سابقہ نبی کی نبوت کا انکار کردے۔ چنانچہ عیسائی بنتے وقت اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار نہیں کیا۔ لیکن اس کا مذہب اور اس کی قومیت بدل گئی۔ مگر بایں ہمہ صورتحال یہ ہے کہ جب اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت تسلیم کرلی ہے تو اب ہم اسے یہودی نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ اب ہم اسے عیسائی تسلیم کریں گے اور وہ اب اسی قوم میں شمار ہوگا۔ خدا کی قدرت کچھ عرصہ بعد وہی عیسائی حضرت نبی آخرالزمان ﷺ کا زمانہ پاتا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو مان لیتا ہے۔ آپ کی نبوت ورسالت کو تسلیم کرلیتا ہے۔ تو اب اسے عیسائی نہیں کہیں گے۔ بلکہ اب وہ مسلمان ہوگیا اور ہم اسے مسلمان قوم میں شمار کریں گے۔ حالانکہ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار نہیں کیا۔

اب ایک آدمی پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور پھر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تینوں انبیاء علیہم السلام کی نبوت تسلیم کرتا ہے اور وہ مسلمان کہلاتا ہے۔ حالانکہ تینوں مذاہب اور قومیں جدا جدا ہیں۔ میں کہتا ہوں اگر وہی آدمی دس سال تک مسلمان رہا۔ اب اسے فیکٹری کا لالچ دیا گیا۔ شادی کے لئے حسین دوشیزہ سے بات چیت کرادی گئی اور یہاں تک معاملہ طے کرادیا کہ اسے رات بھر رکھ کر دیکھ لو اگر پسند ہو تو مرزائیت قبول کر لینا۔ ورنہ تمہاری مرضی۔ یہ افسانہ نہیں ہے شاعرانہ گفتگو نہیں ہے۔ یہ ایک اچھی کا واقعہ ہے۔

مجھے ننکانہ صاحب جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ایک جلسہ میں مجھے تقریر کرنا تھی۔ ایک حافظ صاحب نے مجھے یہ سارا واقعہ سنایا کہ یوں ہوا ہے اور اس قسم کا لالچ بھی دیا جاچکا ہے۔ اب آپ ہی کہئے نوجوان کیوں نہ مرزائیت کو قبول کرے۔ الغرض وہ آدمی کسی نہ کسی لالچ کا شکار ہوکر مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا اقرار کرلیتا ہے اور اسے نبی تسلیم کرلیتا ہے۔ اب آپ انصاف سے فرمائیں وہ اب کیا کہلائے گا؟ مسلمان یا مرزائی؟ حالانکہ اس نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا انکار نہیں کیا ہے۔ تو ثابت یہ ہوا کہ مرزائی اگرچہ مسلمانوں جیسا کلمہ پڑھتے ہیں باقی عبادات کی ظاہری شکل وصورت بھی ان جیسی ہی ہے۔ مگر وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی دوسرے نبی کو تسلیم کر کے اب مسلمان قوم میں شمار نہیں ہوسکتے۔ وہ اب ایک الگ قوم متصور ہوں گے۔ جب کسی شخص نے حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد نبوت کا اعلان کیا یا کسی نئے مدعی نبوت کی نبوت تسلیم کرلی تو وہ دونوں دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہوگئے۔

اظہار ہمدردی

تعلیم یافتہ طبقہ اور ملازمین حضرات! مرزائیوں سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کرتے ہیں کہ جناب مرزائی بھی تو آخر اس ملک کے باشندے ہیں۔ یہاں جمہوری طرز حکومت ہے۔ آئینی طور پر انہیں بھی اس ملک میں تبلیغ کا اتنا ہی حق حاصل ہے جتنا کہ دوسرے مسلمانوں کو۔ جب آپ کو یہاں تبلیغ سے کوئی روک نہیں سکتا تو پھر مرزائیوں کو بھی حق حاصل ہے۔ یہ کتنا بڑا مغالطہ ہے۔ ایک آدمی اپنی بیوی کے ساتھ باتیں کررہا ہے۔ تو آپ بھی

اس کی عورت کے ساتھ بات چیت کرنا شروع کردیں اور دلیل آخر یہ ہو کہ جب آپ کو اس سے باتیں کرنے کا حق حاصل ہے تو ہمیں بھی حق ہے کہ ہم باتیں کریں۔ ایک آدمی سائیکل چلائے جارہا ہے۔ آپ اسے سائیکل پر سے اتار کر سائیکل پہ خود سوار ہو جائیں اور کہیں کہ جب آپ کو سارا دن سائیکل سوار رہنے کا حق ہے تو کچھ دیر کے لئے یہی حق ہمیں بھی حاصل ہونا چاہئے۔ ایک آدمی اپنی عمدہ اور خوبصورت کار چلائے آرہا ہے اور آپ سے فوراً روک دیں اور کہیں ٹھہریئے صاحب! جب آپ کو اس پر سوار ہونے اور چلانے کا حق ہے تو مجھے بھی یہ حق ہے۔ مجھے اپنا حق حاصل کرنے میں دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ آپ خود فیصلہ کریں کہ یہ قیاس کتنا غلط ہے۔

ملکی تقسیم سے پہلے میں ابھی جالندھر میں تھا۔ زمیندار میں ایک مضمون شائع ہوا کہ فیروز پور میں عورتوں نے اپنی ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد کی ہے اس میں عورتوں نے اپنے حقوق کے حصول میں معرکتہ الآ راء تقاریر کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ جب مردوں کو پورا پورا حق حاصل ہے کہ وہ بیک وقت چار عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں تو ہمیں بھی یہ حق حاصل ہونا چاہئے کہ ہم بھی بیک وقت چار مردوں سے نکاح کر سکیں۔ آخر ہم بھی تو اولاد آدم علیہ السلام ہیں۔ فرمایئے کیا خیال ہے ہمارے منصف مزاج اور رحمدل لوگوں کا۔ بعینہ اسی طرح میری گورنمنٹ کے بعض افسر اور تعلیم یافتہ طبقہ کے بعض حضرات کو اکثر یہ کہتے سنا گیا ہے کہ آخر مسلمانوں کی طرح مرزائیوں کو بھی تبلیغ کا حق حاصل ہے۔ میں ان لوگوں کی توجہ کے لئے پوری ذمہ داری سے علی الاعلان کہتا ہوں۔ انہیں غور سے سن لینا چاہئے کہ مسلمانوں کی سلطنت میں یہودی اور عیسائی اپنے خیالات کی تبلیغ کر سکتا ہے اور دوسرے کافروں کو بھی اجازت دی جاسکتی ہے۔ مگر یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ اسلامی سلطنت میں ایک مرتد کو بھی کفر وارتداد کی تبلیغ کی اجازت دی جائے۔

یہاں ایک مغالطہ دیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ’’لا اکراہ فی الدین ‘‘یعنی دین کے بارے میں کسی کو مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ دین میں جبر واکراہ نہیں ہے۔ یوں سمجھئے کہ اگر آپ کا مال زبردستی لوٹ لیا جائے تو یہ لوٹ مار حرام ہے یا حلال؟ یقیناً حرام ہے۔ لیکن اگر آپ اپنا مال پوری قوت سے بچائیں تو کیا یہ بھی حرام ہوگا؟ ہرگز نہیں۔ اب سنئے شریعت میں تو اگر ایک آدمی اپنی جان اور مال اور آبرو کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے تو وہ خدا کے ہاں شہید ہوتا ہے۔

’’من قتل دون ماله وعرضه فهو شهيد (الحديث)‘‘ دنیاوی مال واسباب کی حفاظت میں قتل ہونے والا تو شہید ہوا۔ مگر غضب ہے کہ اپنے دین وایمان کو بچانے والا اس کی حفاظت کرنے والا اگر مارا جائے قتل ہو جائے تو وہ شہید نہ ہو۔’’لا اکراہ فی الدین ‘‘ کا مطلب یہ ہے کہ کسی کافر کو مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ دین اسلام کو قبول کرے۔ لیکن اگر کوئی شخص کفر کو چھوڑ کر اسلام قبول کر لے تو اب اسے دین اسلام پر سختی سے پابندی کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ نہ مانے اور دین اسلام کو چھوڑ جائے تو وہ مرتد ہو گیا اور اس نے اسلام سے کھلی بغاوت کی ہے اور اسلام میں قانونی طور پر مرتد اور باغی کی سزا یہ ہے کہ حکومت اسلامی تین دن کے اندر اندر اسے قتل کرادے۔

ایک اصول ہے کہ جسم کا وہ گندا ٹکڑا جس کی وجہ سے سارا جسم شل ہو رہا ہے اسے کاٹ دیا جائے۔ آپ

دیکھئے، جرمن، امریکہ، برطانیہ اور دنیا کے بڑے بڑے ملکوں میں سیاسی پارٹیاں حکومت وقت سے مل کر ایک قانون وضع کرتی ہیں۔ اس میں یہ تو عام اجازت ہوتی ہے کہ ہر پارٹی اس قانون کے نفاذ میں حصہ لے سکے۔ مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی اپوزیشن پارٹی اپنا ایک علیحدہ اور نیا آئین بنا کر اس ملک میں رہ سکے۔ ایک حکومت کی موجودگی میں ایک نئی حکومت کا قیام دنیا کی کوئی حکومت برداشت نہیں کرسکتی۔ اپوزیشن پارٹی کی سخت سے سخت نکتہ چینی سنی جاسکتی ہے۔ لیکن یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ وہ ایک نئی گورنمنٹ بنا سکے۔ کیا یہ چیز سٹالن، ٹورمین، نہرو یا دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا حکمران برداشت کرسکتا ہے؟ یا کوئی عقلمند آدمی اس فکر کی تائید کرسکتا ہے۔ بلکہ سب کا طرز عمل یہ ہے کہ حکومت کو اگر پتہ چل جائے کہ فلاں شخص سلطنت کے اندر ایک نئی حکومت قائم کر رہا ہے تو سازشیں پکڑی جاتی ہیں۔ اس پر مقدمے چلائے جاتے ہیں اور اسے کیفر کردار تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ میرا ایک سوال ہے۔ کیا محض نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کا نام ہے؟ یا صف مسجد میں گئے وضو کیا اور حجرے میں بیٹھ کر ہو، حق کا نعرہ لگایا اور وہیں بیٹھے روتے رہے۔ یہ اسلام کو ایک سرکاری آئین ہونے کی حیثیت سے رکھتا ہے۔ آخر اسلام کی کوئی قانونی حیثیت ہے تو اس کے لئے آج پارٹیاں یہ چاہتی ہیں اور نعرہ لگاتی ہیں کہ پاکستان میں اسلامی آئین نافذ ہو۔ خدا کا قانون جاری ہو۔ کیونکہ اسلام خدائی حکومت کا ایک آفیشل قانون ہے۔

امریکہ، برطانیہ، روس اور انگلستان میں یہ قانون موجود ہے کہ اگر کوئی اپوزیشن پارٹی ایک نئی گورنمنٹ بنانے کا ارادہ رکھے تو اسے باغی قرار دے کر برسر عام گولی سے اڑا دیا جاتا ہے۔ خان عبدالغفار خان ہی کو لیجئے۔ وہ کیا چاہتے ہیں؟ کسی چیز کا مطالبہ کرتے ہیں؟ بقول آپ کے وہ اپنی قوم کے لئے پٹھانستان کے نام سے ایک جدا علاقہ چاہتے ہیں۔ ایک الگ حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ خان عبدالغفار خان اگر پٹھانستان کا مطالبہ کریں تو جیل میں بند کر دیئے جائیں اور محمد رسول اللہ ﷺ کے دین میں غلام احمد قادیانی کا دین؟ اور خدا کی حکومت میں مرزا قادیانی کی حکومت؟ اتنا بڑا ڈاکہ؟

یاد رکھو! اسلام اسے کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کرسکتا۔ اسلام اپنے باغیوں اور مرتدوں کے ساتھ وہی سلوک کرتا ہے جو دنیا کی دوسری حکومتیں کیا کرتی ہیں۔ اسلام کا پرانا آئین ہے کہ جو مسلمان حضور ﷺ کے بعد کسی اور نبی کو تسلیم کرتا ہو۔ اس کی نبوت ورسالت پر ایمان لاتا ہو وہ اسلامی سلطنت میں نہیں رہ سکتا۔ قرآن مملکت کا لاء ہے۔ قانون ہے جو شخص اس کے خلاف بغاوت کا اعلان کرے وہ ملک کا غدار ہے اور ملک کے غدار کی سزا گولی اور موت ہے۔

ایک سوال

کہا جاتا ہے کہ تم تشدد کرتے ہو۔ سختی سے پیش آتے ہو۔ جذبات سے کھیلتے ہو۔ میں بے بس ہوں۔ مرزائی اوپر بڑی چیخیں مارتے ہیں۔ روتے ہیں۔ اخبارات میں پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ ابھی کا واقعہ ہے کہ سندھ میں ایک آدمی نے مجھے بتایا کہ سنٹرل گورنمنٹ میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے عیسائی مشن کو جو رقم دی جاتی تھی دراصل وہ مرزائیوں کو دی جاتی تھی۔ یہ قاعدہ ہے کہ حکومت اسی کی آواز پر کان دھرتی ہے جو زیادہ شور کرے۔

لطیفہ

ایک مجسٹریٹ تبدیل ہو کر دوسرے علاقہ میں تعینات ہوا۔ آفس میں کچھ اور کلرک بھی نئے نئے تبدیل ہو کر آئے تھے۔ مجسٹریٹ کی عادت تھی کہ بات بات پر گالی گلوچ دیتا اور اپنے ماتحت ملازمین کو تنگ کرتا تھا۔ یہاں آکر بھی اس مجسٹریٹ نے اپنی عادت کے گل کھلانے شروع کر دیئے۔ دفتری ملازم تنگ آگئے۔ آخر ایک کلرک کو کیا خوب سوجھی؟ دوسرے دن کلرک اپنے کاغذات کی فائل اٹھائے دستخط کرانے کے لئے مجسٹریٹ کے کمرہ میں گیا اور جاتے وقت کمرہ کا دروازہ بند کر دیا۔ مجسٹریٹ نے ایک دو کاغذوں پر دستخط کر کے گالیوں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ کلرک تھوڑا عرصہ تو خاموشی سے سنتا رہا اور معذرت کرتے ہوئے کاغذات کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ اتنے میں اچانک ہاتھ مجسٹریٹ کی گردن پر ڈالا اور اسے پکڑ کر کرسی سے اٹھایا اور زمین پر چت لٹا لیا۔ اب مجسٹریٹ صاحب کے ایک مکا رسید کر کے اور خود اونچی آواز سے آہ وفغاں کرتے ہوئے پکارنا شروع کر دیا۔ ''ہائے صاحب بہادر مجھے نہ ماریں میں بھول گیا۔ مجھے اس دفعہ معاف کر دو۔'' مجسٹریٹ کی خود مار پٹائی کرتا اور خود ہی بلند آواز سے رونا پیٹنا شروع کر دیتا۔ یہ سلسلہ قریباً گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہا۔ اس اثناء میں شور وغوغا سن کر دوسرے دفتری ملازمین بھی اس کمرہ کے باہر آکھڑے ہوئے۔

اب وہ اندر آنے کی کوشش کریں تو دروازہ بند ہے۔ باہر کھڑے ہونے والے بڑے بڑے افسر اور ماتحت ملازمین یہی محسوس کر رہے تھے کہ مجسٹریٹ کی عادت چونکہ گالی گلوچ دینے کی ہے وہ بڑا سخت مزاج ہے۔ آج اس کی ماتحت ملازم سے کوئی غلطی سرزد ہوگئی ہوگی۔ جس کی بناء پر اس کلرک کی خوب مار پٹائی ہو رہی ہے اور اب وہ بیچارہ نیچے پڑا فریاد کر رہا ہے۔ خیر! کچھ دیر بعد کلرک اٹھا اور دروازہ کھول کر اپنے کاغذات اٹھائے۔ آنکھوں پر تھوک لگایا اور لنگڑا ہو کر چلنے لگا۔ ہائے میں مارا گیا کہ آوازیں لگاتا ہوا چلا گیا۔ آفس کے تمام ملازمین اظہار ہمدردی کے لئے اس کلرک کے ساتھ ہوئے۔ آخر یہ ہنگامہ آرائی چھپی تو رہ نہ سکتی تھی۔ بڑے صاحب کے ہاں کیس پیش ہوا اور اصل واقع کی تحقیقات شروع ہوئی۔ دفتری ملازمین سے اصل واقعہ دریافت کیا گیا۔ انہوں نے گواہی میں کہا کہ مجسٹریٹ صاحب نے اپنے کمرہ کا دروازہ بند کیا ہوا تھا۔ کلرک کو زمین پر لٹا کر اسے بری طرح زخمی کیا جارہا تھا۔ ہم شور سن کر آئے تو معلوم ہوا کہ کلرک کو انتہائی بے دردی سے پیٹا جارہا ہے۔ کلرک روتا ہوا چیخیں مار کر کہہ رہا تھا کہ صاحب بہادر مجھے نہ مارو۔ معاف کر دو۔ میں مارا گیا۔ ہائے ہائے۔

اب ظاہر ہے کہ اس بیان پر مجسٹریٹ مجرم گردانا جارہا ہے اور یہ بری بات ہے کہ مجسٹریٹ جیسے گزٹیڈ آفسر کو ایسی سزا دی جائے جو اس کی بدنامی کا باعث بنے آخر اندرونی طور پر فیصلہ یہ ہوا کہ مجسٹریٹ اس کلرک کو کچھ روپے دے کر معافی مانگ لے تو زیادہ بہتر ہے۔ اب مجسٹریٹ مارے شرم کے اندرونی بات کا اظہار کرنے سے رہا۔ القصہ کہ مجسٹریٹ اسے کچھ روپے دینے اور اس سے معافی مانگ کر آپس میں صلح کرنے پر رضامند ہوگیا۔ اس نے کلرک سے معافی مانگتے ہوئے کہا کہ: ''بابو ہم تم سے معافی مانگتا ہے اور اندر والا بات یا تم جانتا ہے یا ہم!''

تو ایسے ہی مرزائی کہتے ہیں کہ مجلس احرار ہمیں قتل کروا رہی ہے۔ اوپر پڑے کلرک کی طرح شور مچاتے ہیں۔

مرزائیوں کے خوفناک ارادے

مرزائیو! تم خود بتاؤ حاجی محمد حسین کو کس نے قتل کرایا۔ محمد امین مبلغ بخارا اور فخرالدین ملتانی کو کس نے مارا؟ مولوی عبدالکریم مباہلہ پر کس نے قاتلانہ حملہ کیا؟ عبدالرحمٰن مصری کو قتل کرانے کی کس نے سازش کی؟ بھاگلپور کی ایک کنواری لڑکی کی گود میں بچہ کس نے ڈالا؟ جس کے ڈاکٹری سرٹیفکیٹ میں واضح طور پر لکھا گیا کہ اس لڑکی کی گود میں بچہ؟ اس پر تو کسی مرد کا سایہ تک نہیں پڑا۔ تم خود ہی بتاؤ کتنے آدمیوں کا زہر دے کر موت کے گھاٹ اتار؟ کتنی عورتوں کی عصمت دری کی گئی۔ کتنی عورتوں کو مروایا گیا۔ کتنے لڑکے ولی اللہ نے مروائے؟

مرزائیو! تمہاری مثال تو اس فاحشہ عورت کی سی ہے جو سربازار اپنی دوکان سجائے بیٹھی ہو اور اس کے عین بالمقابل ایک شریف عورت کا مکان ہو۔ دروازے کے سامنے سے ایک جلوس گذر رہا ہو وہ عورت اپنے دونوں دروازے بند کر کے معمولی سوراخ میں سے جلوس کا منظر دیکھنے کے لئے کھڑی ہو جائے۔ عورت کو اس طرح دیکھ کر سامنے بیٹھی ہوئی فاحشہ شور مچا کر طعنہ دینا شروع کر دے کہ تو غیر مردوں کو تاک جھانک کر رہی ہے۔ یہ الفاظ وہ عورت کہہ رہی جو خود صبح وشام غیر مردوں کی زینت آغوش بنی رہتی۔ تم روز روشن میں قتل کرو۔ روز زہر پلا کر ہلاک کرو! ہر روز دوشیزاؤں کی عصمت دری کرواو اور اپنے عیب چھپانے کے لئے شور مچاؤ کہ ہمیں فلاں آدمی قتل کرانے کی دھمکی دے رہا ہے؟

غلام محمد ڈاکو جس نے بے گناہ انسانوں کا خون کیا تھا۔ اس پر حکومت کی طرف سے بہت سے مقدمات تھے۔ جس سے وہ مفرور ہو چکا تھا۔ اس ڈاکو کو کسی نے کہا کہ تو مرزائیت قبول کر لے۔ یہ تمام مقدمات ختم کرا دیئے جائیں گے۔ چنانچہ وہ مرزائی ہو گیا اور اسے قطعاً کوئی سزا نہ دی گئی۔ تم بتاؤ! سرزمین قادیان میں مسلمانوں سے معاہدہ تجارت کس نے لکھوایا؟ جب تک مسلمان اپنی دکانوں میں معاہدہ تجارت کا بورڈ آویزاں نہیں کر لیتا تھا اس وقت تک اس سے تجارتی بائیکاٹ کون کرتا تھا؟ کیا آپ نے اعلان نہیں کیا تھا کہ جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا اقرار نہ کرے اس کی دوکان سے خرید وفروخت قطعاً بند کی جائے۔ تم اس بائیکاٹ کی دھمکی دے کر ان مظلوم مسلمانوں سے چندہ وصول کرتے رہے؟ جس نے انکار کیا اس کی دوکان کی دیوار گرا دی؟ تم ظفر اللہ کی وزارت پر ناز کرتے ہو۔ ظفر اللہ کی وزارت کے کھونٹے پہ ناچنے والو! اگر تم اس وزارت کا نام لے کر اسی طرح ایمانوں پر ڈاکہ ڈالتے رہے تو یہ کھونٹا نکال دیا جائے گا۔ جس پہ تم ناز کر رہے ہو۔ مرزائی یوم تبلیغ منا کر مسلمانوں کو اسلام سے منحرف کر رہے ہیں۔ انہیں مرتد کر رہے ہیں۔ اسود کی حلت کے فتوے دیتے ہیں۔ مرزائیو! تمہارے ہاں ارتداد کا نام تبلیغ ہے؟ پاکستان میں ارتداد کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

کالج کے طلبہ سے خصوصی خطاب

میرے نوجوان ساتھیو! آپ اصل قوم ہیں۔ ہماری قسمت کے مالک ہیں۔ آپ ہماری کشتی کے ناخدا ہیں۔ آپ اس وقت تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ کل جا کر آپ نے ہی حکومت کی کلیدی آسامیوں پر فائز ہونا ہے۔

آپ کو اس وقت منظم ہو کر کام کرنا چاہیے۔ مرزائیت جیسے مہلک فتنہ کے استیصال کے لئے آپ کو سرتوڑ کوشش کرنی چاہیے۔ مرزائیت سے آپ کو باخبر رہنا چاہیے۔ آپ اپنا قیمتی وقت ضائع نہ کیجئے اور مرزائیت سے واقف ہونے کے لئے اپنا کچھ وقت نکالئے۔ آپ کو تعلیم مفت دی جائے گی۔

میری تمنا ہے کہ ردمرزائیت کا بیڑا اگر آپ اٹھالیں تو یہ فتنہ بہت جلد ختم ہوسکتا ہے۔ میرے پاس انگلینڈ سے ایک آدمی آیا ہے۔ کہنے لگا کہ مولوی صاحب! آپ کیوں خوامخواہ اتنی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں آپ اپنا یہ مشن یکسر توڑ دیں۔ اپنی یہ تمام مساعی ختم کردیں۔ یہ فتنہ تو سارا انگلینڈ سے پھل پھول کر باہر نکلتا ہے۔ انتہائی حیرانی کا اظہار کرتے ہوئے میں نے پوچھا وہ کیسے؟ اس نے جواب دیا مولانا۔ وہ طالب علم جو تعلیم حاصل کرنے کے لئے انگلستان جاتے ہیں اور آئی۔ سی۔ ایس ہوکر واپس آتے ہیں۔ وہاں ان کو پارٹیاں دی جاتی ہیں۔ وہیں ان سے ساری باتیں ہوتی ہیں اور وہ مرزائیت سے پوری طرح متاثر ہوکر اپنے ملک کو واپس لوٹتے ہیں یہاں آکر وہ مرزائیت کی تبلیغ کا بیڑہ اٹھاتے ہیں اور بہت جلد سرکاری دفاتر پر اپنا تسلط جما لیتے ہیں۔

آپ بھی اپنے حالات کو سمجھئے۔ اس کا اچھی طرح جائزہ لیجئے اور مرزائیت سے پوری طرح واقفیت حاصل کیجئے۔ سکولوں اور کالجوں کے نوجوان طالب علموں کو منظم ہوکر اس میں دلچسپی لینی چاہیے۔

خواتین سے خطاب

حضرت مولانا نے خواتین سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ میری محترم ماؤں اور بہنوں۔ بعض دفعہ مقررین اپنے خطاب میں آپ کو نظرانداز کر جاتے ہیں۔ حالانکہ جہاں مردوں کی تنظیم کی بابت کہا جاتا ہے۔ وہاں عورتوں کی تنظیم بھی ضروری ہے۔ مرزائی عورتوں نے ’’لجنه اماء الله‘‘ کے نام سے اپنی علیحدہ تنظیم کر رکھی ہے اور وہ عورتوں میں مرزائیت کی تبلیغ کر رہی ہیں۔ زنانہ مرزائی کمیٹی کی ایک استانی نے ایک لاکھ روپیہ اکٹھا کر کے اپنی پارٹی کو دیا ہے۔ یہ چندہ کہاں سے اکٹھا ہوا۔ یہ اتنی کثیر رقم کیسے حاصل کی گئی۔ ایک شہر کی مرزائی استانی نے اپنی شاگردوں سے کہا کہ کل ایک ایک دو روپے چندہ لیتی آنا۔ ہمیں اپنی پارٹی کی امداد کرنا ہے۔ اس طریقہ سے وہ روپیہ جمع کر کے اپنے مرکز کو مضبوط کر رہی ہیں۔

میں اپنی بہنوں سے عرض کروں گا کہ وہ اپنی نوع کی انسانیت کو اس فتنہ مرتدہ مرزائیہ سے بچانے کے لئے منظم ہوکر کام کریں۔ تبلیغ اسلام کے پاکیزہ مشن میں جانفشانی سے کام کریں۔ خدا آپ کا حامی و مددگار ہے۔ آپ اپنے بھائی، شوہر اور والدین کی معرفت ہم سے لٹریچر طلب کریں۔ ہم آپ کی ہر ممکن امداد کرنے کے لئے حاضر ہیں۔ اس سے کفر وارتداد کا یہ بڑھتا ہوا سیلاب رک جائے گا اور ملک سے مرزائیت ختم ہوکر رہ جائے گی۔

حضرات میں زیادہ عرصہ آپ اور حضرت شاہ صاحب کے درمیان حائل ہونا مناسب نہیں سمجھتا۔ شائقین کا یہ بے پناہ ہجوم حضرت شاہ صاحبؒ کی تقریر کا پوری بے تابی سے انتظار کر رہا ہے۔ لہٰذا میں اپنی معروضات ختم کئے دیتا ہوں اور دعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صداقت اسلام پر ثابت قدم رکھے اور ہمارا خاتمہ ایمان کے ساتھ کرے۔ آمین!

’’وما علینا الا البلاغ‘‘

علامات قیامت اور امام مہدی کا ظہور!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

قیامت کا قائم ہونا یقینی امر ہے اور اس پر ایمان لانا ایمانیات میں سے ہے۔ لیکن کب قائم ہوگی۔ اللہ پاک کے سوا کوئی نہیں جانتا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ ''ان اللہ عندہ علم الساعۃ'' اللہ تعالیٰ ہی کو قیامت کا علم ہے۔ ایک دوسرے مقام پر فرمایا: ''یسئلونك عن الساعة ایان مرسٰها ۰ فیم انت من ذکراها ۰ الیٰ ربك منتهٰها'' آپ سے قیامت سے متعلق سوال کرتے ہیں کہ کب آئے گی۔ آپ کو اس کے ذکر سے کیا کام۔ اس کے علم کا منتہیٰ تو آپ کے رب کے پاس ہے۔ نبی کریم ﷺ کے ارشادات گرامی سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے وقوع کا علم تو رحمت دو عالم ﷺ کو بھی نہیں تھا۔ چنانچہ حدیث جبریل میں ہے۔ ''ما المسئول عنها باعلم من السائل (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۱) '' حضور اکرم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سوال کے جواب میں فرمایا۔ اس کے بارے میں مسئول عنہا (پوچھا جانے والا) سائل (پوچھنے والے) سے زیادہ نہیں جانتا۔ البتہ حضور اکرم ﷺ نے قیامت کی بہت سی علامات بیان فرمائی ہیں۔ بعض علامات صغریٰ (چھوٹی نشانیاں) کہلاتی ہیں اور بعض علامات کبریٰ (بڑی نشانیاں) کہلاتی ہیں۔ علامات صغریٰ ہزاروں ہیں۔ مثلاً:

☆...... لڑکیاں ماؤں پر حکم چلانے لگیں۔

☆...... ننگے پیر، ننگے بدن، بکریوں کے چرواہے عالی شان مکانات پر مقابلہ بازی کریں گے۔

☆...... علم کم ہو جائے گا اور جہل پھیل جائے گا۔

☆...... زنا کثرت سے ہوگا۔

☆...... عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی اور مرد کم ہو جائیں گے۔ حتیٰ کہ پچاس عورتوں کا نگران صرف ایک مرد ہوگا۔ (بخاری کتاب العلم ص ۱۸ ج اوّل)

بعض علامات وہ ہیں جنہیں علامات کبریٰ کہا جاتا ہے۔ یہ علامات قیامت کے قریب ترین دور میں ظاہر ہوں گی۔ عادت و معمول کے خلاف بکثرت ہوں گی۔ حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے مروی ایک حدیث میں دس علامات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی تاوقتیکہ تم اس سے پہلے دس علامات نہ دیکھ لو۔ (پھر آپ ﷺ نے مندرجہ ذیل دس علامات بیان فرمائیں)

۱...... دخان (دھواں)

۲...... دجال کا خروج۔

۳...... دابۃ الارض کا خروج

۴...... مغرب کی طرف سے سورج کا طلوع ہونا۔

۵...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونا۔

۶...... یاجوج ماجوج کا نکلنا۔

۷...... زمین میں تین مقامات میں لوگوں کا دھنس جانا۔

۸...... ایک مشرق میں۔

۹...... دوسرا مغرب میں۔

۱۰...... تیسرا عرب میں۔

ان سب کے آخر میں آگ جن سے نکلے گی جو لوگوں کو میدان محشر کی طرف گھیر کر لے جائے گی۔

(مسلم باب الفتن واشراط الساعۃ ج۲ ص۳۹۳)

مذکورہ بالا دس علامات سے پہلے حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کا ظہور ہوگا۔ جن کی اقتداء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آ کر نماز ادا کریں گے۔ احادیث شریف میں آتا ہے کہ جب مسلمان ہر طرف سے گھر جائیں گے اور ان کی حکومت صرف مدینہ طیبہ سے خیبر تک رہ جائے گی تو وہ ہر طرف سے مایوس ہوکر امام مہدی کی تلاش میں نکلیں گے۔ تو وہ اس وقت خلافت کے بارگراں سے بچنے کے لئے مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ تشریف لے جائیں گے۔ لوگ انہیں پہچان لیں گے اور ان کے انکار کے باوجود ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ احادیث میں امام مہدی علیہ الرضوان کا نام، ولدیت، حلیہ، قومیت وغیرہ کا تفصیلی تذکرہ موجود ہے اور محدثین کے اصول کے مطابق وہ حد تواتر تک پہنچ چکی ہیں۔ جن پر ایمان لانا اہل السنت والجماعت کے عقائد میں شمار ہوتا ہے۔ بلکہ ان پر ایمان لانا واجب ہے۔ امام مہدی علیہ الرضوان سے متعلق مندرجہ ذیل صحابہ کرامؓ سے روایات موجود ومنقول ہیں۔

حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عمروؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ام سلمہ ام المؤمنینؓ، حضرت ام حبیبہؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت انس بن مالکؓ، حضرت عمران بن حصینؓ، حضرت حذیفہ بن یمانؓ، حضرت عمار ابن یاسرؓ، حضرت جابر بن ماجد صدفیؓ، حضرت ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ، حضرت عوف ابن مالکؓ۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے متعلق احادیث نہ صرف صحیح وثابت ہیں۔ بلکہ متواتر اور اپنے مدلول پر قطعی الدلالت ہیں۔ جن پر ایمان لانا بحسب تصریح علامہ سفارینی واجب اور ضروری ہے۔ امام مہدی سے متعلق ہر زمانہ میں لوگوں میں شکوک وشبہات پھیلائے جاتے رہے۔ بالخصوص آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی، جہنم مکانی، روح شیطانی نے جہاں اور بہت سے دعوے کئے وہاں امام مہدی ہونے کا دعویٰ بھی کیا۔ اللہ پاک شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کو جزائے خیر عطاء فرمائیں کہ انہوں نے الخلیفۃ المہدی فی الاحادیث الصحیحہ کے نام سے رسالہ مرتب فرمایا۔ جسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان نے کئی مرتبہ شائع کر کے تقسیم کیا۔ پھر احتساب قادیانیت جلد نمبر۱۵ میں بھی اسے شامل کیا۔ اس سے مختصراً امام مہدی علیہ الرضوان کے متعلق تفصیلات درج ذیل ہیں۔

امام مہدی کا نام محمد ہوگا۔ (یواطی اسمہ اسمی، ترمذی ج۲ ص۴۷)

امام مہدی کے والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ (یواطی ...... اسم ابیہ باسم ابی، سنن ابوداؤد ج۲ ص۵۸۸)

امام مہدی فاطمی النسل ہوں گے۔ (حتی یبعث رجلا منی او من اہل بیتی، ابوداؤد ج۲ ص۵۸۸)

زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ (یعنی پوری دنیا میں عدل وانصاف کی حکمرانی قائم کریں گے) جس طرح وہ اس سے پہلے ظلم وزیادتی سے بھری ہوگی۔

ملئت الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً۔ (ابوداؤد کتاب المہدی ج۲ص ۵۸۸)

نیز حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ فرمایا اگر زمانہ سے ایک ہی دن باقی رہ جائے گا تو (جب بھی) اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو بھیجے گا۔ جو زمین کو عدل وانصاف معمور کردے گا۔ جس طرح وہ اس سے قبل ظلم سے بھری ہوگی۔ (ابوداؤد ج۲ص ۵۸۸)

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مہدی میری نسل اور فاطمۃ الزہراؓ کی اولاد میں سے ہوگا۔ المہدی من عترتی من ولد فاطمہ۔ (ابوداؤد ج۲ص ۵۸۸)

امام مہدی کا حلیہ

''عن ابی سعید الخدری قال رسول اللہ ﷺ المھدی من اجلیٰ الجبھة اقنی الانف، یملاء الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً ویملك سبع سنین (ابوداؤد ج ۲ ص۵۸۸)''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہدی مجھ سے ہوگا۔ (یعنی میری نسل سے ہوگا) اس کا چہرہ خوب نورانی، چمکدار اور ناک ستواں اور بلند ہوگی۔ زمین کو عدل وانصاف سے بھردے گا۔ جس طرح پہلے وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی اور سات سال تک حکومت کرے گا۔

امام مہدی کے ہاتھ پر بیعت اور دوسری علامت

حضرت ام سلمہؓ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک نقل فرماتی ہیں۔ ایک خلیفہ کی وفات کے بعد (نئے خلیفہ کے انتخاب پر مدینہ کے مسلمانوں میں) اختلاف ہوگا۔ ایک شخص (یعنی امام مہدی) اس خیال سے کہ کہیں لوگ مجھے خلیفہ نہ بنادیں۔ مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ چلے جائیں گے۔ مکہ کے کچھ لوگ (جو انہیں بحیثیت مہدی کے پہچان لیں گے) ان کے پاس آئیں گے۔ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ان سے بیعت (خلافت) کرلیں گے۔ جب ان کی خلافت کی خبر عام ہوگی تو ملک شام سے ایک لشکر ان سے جنگ کے لئے روانہ ہوگا۔ (جو آپ تک پہنچنے سے پہلے ہی) مکہ ومدینہ کے درمیان بیداء (بیداء میدان) میں زمین کے اندر دھنسا دیا جائے گا۔ (اس عبرت خیز ہلاکت کے بعد) شام کے ابدال اور عراق کے اولیاء آکر آپ سے بیعت خلافت کریں گے۔ بعد ازاں ایک قریشی النسل شخص (سفیانی) جس کی ننھیال قبیلہ کلب میں ہوگی۔ خلیفہ مہدی اور ان کے دعوان وانصار کے لئے جنگ کے لئے ایک لشکر بھیجے گا۔ یہ لوگ اس حملہ آور لشکر پر غالب ہوں گے۔ یہی (جنگ) سخت خسارہ ہے۔ اس شخص کے واسطے جو کلب سے حاصل شدہ غنیمت میں شریک نہ ہو۔ اس کے بعد حضرت مہدی داروہش کریں گے اور لوگوں کو ان کے نبی ﷺ کی سنت کے مطابق چلائیں گے اور اسلام مکمل طور پر زمین پر مستحکم ہوجائے گا۔ خلیفہ مہدی سات یا نو سال تک خلافت کرنے کے بعد وفات پائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔ (ابوداؤد ج۲ص ۵۸۹)

مقام بیعت

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ امام مہدی کے ہاتھ پر بیعت رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان ہوگی۔ تین سو تیرہ افراد ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ بعد ازاں شام کے ابدال اور عراق کے اولیاء بھی ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ (المستدرک للحاکم مع التلخیص للذہبی ج۴ ص۴۳۱)

خلیفہ مہدی کی سخاوت

رحمت عالمﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ایک خلیفہ (مہدی ہوگا) جو لوگوں کو (مال) لپ بھر کر دے گا اور شمار نہیں کرے گا۔ نیز آپﷺ نے فرمایا۔ اس ذات پاک کی قسم جس کی قدرت میں میری جان ہے یقیناً (اسلام) اپنی پہلی حالت کی طرف لوٹے گا۔ جس طرح کہ ابتداء مدینہ سے ہوئی تھی۔ حتیٰ کہ ایمان صرف مدینہ میں ہوگا۔ (مستدرک حاکم ج۴ ص۴۵۶)

حضرت مہدی کے دور میں خیر و برکات کا ظہور

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا۔ میری آخری امت میں مہدی پیدا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے دور میں خوب بارش برسائے گا اور زمین اپنی پیداوار باہر نکال دے گی اور وہ لوگوں کو مال یکساں طور پر دے گا اور اس کے زمانہ خلافت میں مویشیوں کی کثرت اور امت میں عظمت ہوگی۔ وہ (خلافت کے بعد) سات یا آٹھ سال زندہ رہے گا۔ (مستدرک حاکم ج۴ ص۵۵۸)

رحمت دو عالمﷺ نے فرمایا ان کے دور خلافت میں امت اس قدر خوشحال ہوگی کہ ایسی خوشحالی اسے کبھی نہ ملی ہوگی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج۱۵ ص۱۹۱)

نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت امامت

رحمت عالمﷺ نے فرمایا۔ ’’کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم ‘‘تم لوگوں کا (اس وقت خوشی سے) کیا حال ہوگا۔ جب تم میں عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام آسمان سے) نازل ہوں گے اور امام تم میں سے ہوگا۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت مصلیٰ پر جو امام ہوگا۔ (صحیح البخاری ج۱ ص۴۹۰)

وہ امام مہدی ہوں گے اور یہ امت محمدیہ کا زبردست اعزاز ہے۔

رسول اللہﷺ نے فرمایا ان کا امام اور امیر ایک رجل صالح (مہدی) ہوگا۔ جس وقت ان کا امام نماز فجر کے لئے آگے بڑھے گا۔ اچانک عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) اسی وقت (آسمان سے) اتریں گے۔ امام پیچھے ہٹے گا۔ تاکہ عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھائیں۔ عیسیٰ علیہ السلام امام کے مونڈھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ۔ کیونکہ تمہارے لئے ہی اقامت کہی گئی ہے۔ امام مہدی علیہ الرضوان سے متعلق مذکورہ بالا احادیث حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے رسالہ الخلیفۃ المہدی فی الاحادیث الصحیحہ سے لی گئی ہے۔

ذلت اور رسوائیوں کا ٹھیکیدار...... مرزا قادیانی!

مولانا قاضی عبدالخالق

برصغیر پاک و ہند کے علاقے پر سید العرب والعجم ﷺ کے نام لیواؤں نے بڑے طویل عرصے تک حکومت کی ہے۔ اس دور حکومت میں زراعت، صنعت، حرفت، فن تعمیر اور علم وادب وغیرہ نے بہت ترقی کی۔ یہاں کی پیداواری قوت اور معدنی دولت کی وجہ سے بیرون ملک برصغیر کو سونے کی چڑیا کا نام دیا جاتا تھا۔ سلطان اورنگزیب عالم گیر کی وفات کے بعد مغل حکمران کمزور ہوگئے۔ سلطنت ہند ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اور بہت سے علاقے آزاد ہوگئے۔

تجارت کے نام پر آنے والے انگریز تاجروں نے اس طوائف الملوکی سے خوب فائدہ اٹھایا اور کچھ دین فروش، وطن شکن غداروں کو ساتھ ملا کر ہندوستان پر سیاسی اقتدار حاصل کرلیا اور اپنے اقتدار کو مزید استحکام دینے کے لئے انگریز نے مسلمانوں کو ہر طرح سے کمزور کرنے کی کوشش شروع کردی تاکہ مسلمان اس قابل ہو ہی نہ سکیں کہ بنیان مرصوص بن کر اپنے وطن کو آزادی کی نعمت سے مزین کرسکیں۔ چنانچہ انگریز نے مسلمانوں کی جاگیریں اور جائیدادیں ضبط کرلیں اور ان کی اقتصادی حالت تباہ کردی اور مسلمانوں پر ظلم وجور کی انتہاء کردی۔ ہزاروں مسلمانوں کو پھانسی کے گھاٹ اتاردیا۔ مزید یہ کہ اس خوف وہراس کے جھگڑے میں عیسائی پادری مسلمانوں سے دولت ایمان چھین کران کے دل ودماغ پر عیسائیت کی مہریں ثبت کررہے تھے۔ لیکن اس پر بھی حکمران ٹولہ مطمئن نہیں تھا۔ ہمہ وقت اپنی جان ومال کو غیر محفوظ سمجھتا تھا۔ کیونکہ انگریز نے اسلامی تاریخ سے اخذ کرلیا تھا کہ مسلمان جہاد ہی میں اپنی عزت اور ترک جہاد میں اپنی ذلت سمجھتے ہیں اور انگریز کو مسلمانوں کی طرف سے جہاد کی آگ بدستور سلگتی دیکھائی دے رہی تھی۔ فرنگی دانشوروں نے بہت سوچ وفکر کے بعد فیصلہ کیا کہ ہمارے لئے مذہبی اور سیاسی طور پر جذبہ جہاد کو ختم کرنا ازحد ضروری ہے۔ کیونکہ جذبہ جہاد ہی مسلمانوں میں جوش وولولہ کا سبب ہے۔ جس کی بناء پر وہ اپنے دشمن کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاتے ہیں۔ جذبہ جہاد کو ختم کرنے کے لئے اور مسلمانوں کو غلام بنانے کے لئے ہمیں ایک جھوٹے نبی کی ضرورت ہوگی جو ہماری منشاء پر عمل پیرا ہوکر نبوت کا دعویٰ کرکے مسلمانوں کو جہاد جیسے مذہبی فریضہ سے بغاوت پر اکسائے۔

بالآخر انگریز کی شکاری نگاہیں تلاش شکار میں مصروف ہوگئیں۔ یوں تو ہندوستان میں غداروں کی کمی نہیں تھی۔ کیونکہ انہی غداروں کے تعاون ہی سے فرنگی، قبل ازیں پورے ہندوستان پر قابض اقتدار ہوا تھا۔ لیکن پنجاب اس فصل کے لئے بڑا ہی زرخیز ثابت ہوچکا تھا۔ کیونکہ اس پنجاب ہی کے لوگوں نے سلطنت برطانیہ کو ابر رحمت اور دارالاسلام قرار دے کر فرنگی سامراج کی مسلم کش جارحیت کو جانی، مالی اور افرادی طور پر مضبوط اور طاقتور بنایا تھا۔ چنانچہ انگریز کی نظریں جب ایک انگریزی مراعات یافتہ شخص مرزا غلام مرتضیٰ کے گھرانے پر پڑیں تو رک گئیں۔ کیونکہ انہیں اپنا صید مقصود نظر آ گیا تھا۔ انگریز نے اسی گھرانے سے دنیا وآخرت کے ذلت ورسوائی کی ٹھیکیداری کے

لئے ایک ایسے فرد کا انتخاب لاجواب کیا کہ جس کا ماضی چڑیاں مارنے اور آوارہ گردی، مکروفریب، دھوکہ بازی اور کذب بیانی میں گزرا تھا۔ میری مراد چراغ بی بی و گھسیٹی کا بیٹا مرزا قادیانی ہے۔ جسے ہر دومنٹ کے بعد پیشاب آتا تھا۔ گڑ کے ساتھ استنجا کرتا تھا اور مٹی کے ڈھیلے کھاتا تھا۔ انگریز نے مرزا قادیانی کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور پہلی فرست میں اس سے نبوت کی خوش خبری دیتے ہوئے دنیا و آخرت کی ذلت و رسوائی کے خزانوں کی کنجیاں اس کے ہاتھوں میں تھما دیں۔ بس پھر کیا تھا کہ مرزا گاما کو جس طرح بھی بن پڑا ذلت و رسوائی کو اکٹھا کرنے لگا۔ حتیٰ کہ اس نے اس کوشش میں اخلاق و شرافت کو پسے پشت ڈال دیا۔

عفت و عصمت کو بالکل بھلا دیا اور امانت و دیانت و حق گوئی اور راست بازی سے تو فطری طور پر چڑ تھی اور ہر قسم کی صفات محمودہ ایسے قبیح نظر آنے لگیں اور ہر قبیح اور ہر غلیظ افعال کو سرانجام دینے لگا۔ حتیٰ کہ مرزا گاما اور اس کے متعلقین ہر بری سے بری چیز کا منبع اور ماویٰ بن گئے۔ تھوڑے عرصے کے بعد مرزا قادیانی کے آقا و مولا انگریز نے اس کی کارکردگی کا جائزہ لیا تو اس کو تسلی بخش قرار دیا اور ان خدمات پر انعام کے طور پر نبوت کا منصب عطاء کیا اور مرزا قادیانی انگریزی نبی بن گئے۔

مرزا قادیانی نے اس منصب کو قبول کرتے ہی اپنی صداقت کا معیار اپنی پیش گوئیوں کو بنایا اور کہا کہ:

''ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہے۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸)

مزید لکھتا ہے کہ: ''ممکن ہی نہیں نبیوں کی پیش گویاں ٹل جائیں۔'' (کشتی نوح ص ۵) یعنی نبی کی پیش گوئی ضرور پوری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کی لاج رکھتا ہے۔ اسے کبھی ناکام نہیں کرتا اور دوسری کتاب میں لکھتا ہے کہ: ''کسی انسان کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔'' (تریاق القلوب ص ۱۰۷)

مرزا قادیانی کے مذکورہ بالا اقوال کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ نبی کی پیش گوئی ضرور پوری ہوتی ہے اور میں بھی نبی ہوں اور سچا نبی ہوں۔ میرا صدق و کذب جانچنے کے لئے میری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہے۔ کیونکہ پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا تمام رسوائی سے بڑھ کر رسوائی ہے۔

قارئین کرام! مرزا قادیانی کے احوال و سوانح کا مطالعہ کیا جائے تو جو بات سب سے زیادہ واضح طور پر سمجھ میں آتی ہے۔ وہ یہی ہے کہ مرزا قادیانی جھوٹا تھا اور اس کی تمام کی تمام پیش گویاں بھی جھوٹی ہیں اور ان پیش گوئیوں کے جھوٹے ہونے کی وجہ سے ذلت و رسوائی قادیانیوں کی ہوئی ہے۔ اب مرزا قادیانی کی کچھ پیش گویاں پیش کی جاتی ہیں۔ جن کے جھوٹا ثابت ہونے کے بعد مرزائیوں پر ہر طرف سے ذلت و رسوائی کے سیاہ بادلوں نے سایہ ڈال دیا اور ندامت و خفت ہر ایک قادیانی کے چہرے پر نمایاں تھی۔ ہر قادیانی منہ چھپائے پھر رہا تھا۔ جو مرزا قادیانی کے جتنا قریب تھا اتنا ہی وہ زیادہ ذلیل و خوار ہوا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی پیش گوئی...... مرزا قادیانی کی موت سے متعلق

مرزا قادیانی نے اپنی موت سے متعلق یہ پیش گوئی کی کہ: ''ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔'' (تذکرہ ص ۵۹۱، طبع سوئم)

ہمارا دعویٰ ہے کہ مکہ ومدینہ میں مرنا تو درکنار مرزا قادیانی کو مکہ اور مدینہ دیکھنے کی سعادت بھی نصیب نہ ہوئی اور خود اپنی پیش گوئی کے بموجب ذلیل ورسوا ہوا اور جھوٹا قرار پایا۔ مرزا قادیانی کی پیش گوئی ملاحظہ فرمائیں۔

’’ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود نے حج نہیں کیا اور اعتکاف نہیں کیا اور زکوٰۃ نہیں دی، تسبیح نہیں رکھی۔ میرے سامنے ضب یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ سوم ص۱۱۹، روایت نمبر۶۷۲)

اسی طرح سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۱۱ میں لکھا ہے کہ مرزا قادیانی کی موت لاہور میں قے اور اسہال کی حالت دستوں والی جگہ ہوئی ...... لہٰذا مکہ یا مدینہ میں مرنے کی بابت مرزا قادیانی کی پیش گوئی سراسر جھوٹی ثابت ہوئی۔ اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

دوسری پیش گوئی ...... زلزلہ اور پیر منظور محمد کے لڑکے کی پیش گوئی

پیر منظور محمد مرزا قادیانی کا بڑا خاص مرید تھا۔ مرزا قادیانی کو معلوم ہوا کہ اس کی بیوی حاملہ ہے تو مرزا قادیانی نے ایک پیش گوئی کردی کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کی پیش گوئی کے الفاظ یہ ہیں۔

’’پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ، قیامت ہوگا۔ بہت جلد آنے والا ہے اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلے کے لئے ایک نشان ہوگا۔ اس لئے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا۔‘‘ (حقیقت الوحی حاشیہ در حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۳)

مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا ہوئی تو مرزا قادیانی نے یہ کہا کہ اس سے یہ تھوڑی مراد ہے کہ لڑکا پیدا ہوگا۔ آئندہ بھی لڑکا پیدا ہوسکتا ہے۔ لیکن اتفاق سے وہ عورت ہی مرگئی اور دوسری پیش گوئیوں کی طرح یہ پیش گوئی بھی صاف جھوٹی نکلی نہ اس عورت کے لڑکا پیدا ہوا اور نہ وہ زلزلہ آیا اور مرزا ذلیل ورسوا ہوا۔

یہ تو ان کی دنیا میں ذلت ورسوائی ہوئی اور اب آخرت کی ذلت ورسوائی کے متعلق درج ذیل چند واقعات ملاحظہ فرمائیں۔

واقعہ نمبر۱: حضرت مولانا میاں شیر محمد صاحب شرقپوریؒ نے ایک دفعہ مراقبہ کیا اور دیکھا کہ مرزا قادیانی کی شکل قبر میں باؤلے پن کا اس پر دورہ پڑا ہوا ہے۔ اس کا منہ دم کی طرف ہے۔ بھونک رہا ہے اور گول چکر کاٹ رہا ہے۔ منہ سے پانی نکل رہا ہے اور بار بار اپنی دم اور ٹانگوں کو کاٹتا ہے۔ اس کشف کا حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے ایک بزرگ کے سامنے ذکر کیا۔ وہ بزرگ فوراً تڑپ اٹھے اور فرمایا کہ خدا گواہ ہے۔ واقعتاً یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے اور مرزا قادیانی کی حقیقت ایسی ہی ہونی چاہئے۔ (تذکرہ مجاہدین ختم نبوت ص ۱۵۲)

واقعہ نمبر۲: محکمہ پی ڈبلیو پی کا ایک ملازم اپنا واقعہ بیان کرتا ہے کہ میرے ساتھ ایک مرزائی بھی کام کرتا تھا۔ اس مرزائی سے ایک دن کوئی دیہاتی ملنے آیا۔ مرزائی نے اسے تبلیغ کرنا شروع کردی۔ میں نے مرزائی کی ڈانٹ ڈپٹ کی کہ سرکاری ملازمت کے دوران تمہیں اپنی تبلیغ کرنے کا کیا حق ہے۔ وہ یہ سن کر خاموش ہوگیا۔ دن گذر گیا، رات کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی حد سے زیادہ لمبی اور پتلی داڑھی والا مجھے کہتا ہے کہ اللہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش نبی وپیغمبر بھیجے ہیں اور میں نے ایک ہی بھیجا ہے اور تم اس کے آدمی کو بھی تنگ کرتے ہو۔ میں

نے پوچھا کون؟ کیا مرزا قادیانی؟ اس نے کہا: ہاں۔ میں نے کہا کہ مرزا قادیانی کو تو دکھاؤ۔ اس نے کہا کہ آؤ میرے ساتھ چلو۔ مجھے ایک چھوٹے سے کمرے میں لے جاتا ہے۔ کمرے کی دیوار میں ایک بڑا سا سوراخ ہے۔ اس لمبی داڑھی والے نے کہا کہ اس سے دیکھو۔ میں نے دیکھا کہ وہاں پر ایک بالوں والا کتا کھڑا ہے اور آنکھوں سے پانی نکل رہا ہے۔ میں نے کہا کہ مرزا قادیانی کہاں ہے؟ تو اس نے کہا کہ یہی تو مرزا قادیانی ہے۔ اسی وقت میری آنکھ کھلی اور میں نے فوراً توبہ کی۔ (تذکرہ مجاہدین ختم نبوت ص۲۹۵)

واقعہ نمبر۳: مرزائی نے مرزا قادیانی کو کتا کی شکل میں دیکھا اور مسلمان ہوگیا۔ سرحد کے نامور عالم دین اور دارالعلوم پشاور صدر کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن جان صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ تبلیغی جماعت کا ایک وفد غلطی سے قادیانیوں کے مرزاڑے میں چلا گیا۔ قادیانیوں نے جب تبلیغی جماعت کو دیکھا تو انہیں وہاں سے نکال دیا۔ جس پر جماعت کے امیر نے قادیانیوں سے کہا کہ ہم آپ کو بالکل دعوت نہیں دیں گے۔ مگر آپ لوگ ہمیں صرف تین دن یہاں قیام کرنے کی اجازت دے دیں۔ ہم اپنی نمازیں پڑھیں گے اور تمہارے کسی کام میں مخل نہ ہوں گے۔ جس پر قادیانیوں نے اجازت دے دی۔ جب تین دن ہوئے تو جماعت کے امیر نے اللہ کے حضور گڑگڑانا شروع کر دیا کہ اے اللہ ہم سے وہ کون سا گناہ ہوگیا ہے کہ ہمیں یہاں تین دن ہو چکے ہیں۔ لیکن ایک آدمی بھی ہمارے ساتھ تبلیغ میں جانے کے لئے تیار نہ ہوا۔ ابھی وہ مصروف دعاء تھے کہ ایک شخص آیا جو قادیانی جماعت کا امیر تھا۔ اس نے جب امیر صاحب کو دیکھا کہ رو رہے ہیں تو پوچھا کہ آپ روکیوں رہے ہیں۔ جناب امیر صاحب نے فرمایا کہ ہم اللہ کے راستے میں اس کے سچے دین کی تبلیغ کے لئے اور تین دن سے یہاں قیام پذیر ہیں۔ لیکن کوئی ایک شخص بھی ہمارے ساتھ جانے کے لئے تیار نہ ہوا۔ جس پر اس قادیانی نے کہا کہ یہ تو معمولی بات ہے میں تین دن کے لئے آپ کے ساتھ جاتا ہوں۔ لیکن میری ایک شرط ہے کہ آپ مجھے کسی قسم کی دعوت نہ دیں گے۔ چنانچہ معاہدہ ہوگیا اور وہ قادیانی ان کے ساتھ روانہ ہوگیا۔ تیسری رات اس نے ایک خواب دیکھا۔ جب صبح ہوئی تو اس قادیانی نے جماعت کے امیر صاحب سے کہا کہ آپ مجھے کلمہ پڑھائیں گے۔ مسلمان بنائیں جس پر جماعت کے امیر نے کہا کہ ہم معاہدہ کے پابند ہیں۔ ہم آپ کو کلمہ پڑھنے پر مجبور نہیں کر سکتے۔ مگر آپ یہ بتائیں کہ یہ تبدیلی کیوں آئی؟ اس نے کہا کہ میں نے خواب میں سرکار دو عالم ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ نے ایک کتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ تم میرے عاشقوں کے ساتھ پھرتے ہو اور اس کتے کو بھی مانتے ہو۔ وہ کتا جس کی طرف آپ ﷺ نے اشارہ کیا وہ مرزا قادیانی تھا۔ جس پر امیر جماعت نے اسے کلمہ پڑھایا اور سینے سے لگایا۔ جب اس شخص نے واپس اپنے گاؤں جا کر یہ واقعہ سنایا تو وہ بھی مسلمان ہو گئے۔ یہ واقعہ مولانا حسن جان نے حضرت مولانا قاری محمد طیب سے سنا۔ (تذکرہ مجاہدین ختم نبوت ص۲۹۰)

مولانا عبدالغفور سبحانی کو صدمہ

امیر جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تونسہ شریف مولانا عبدالغفور سبحانی کے والد حاجی سکندر خان صاحب کا وصال ہوگیا ہے۔ حلقہ کے علمائے کرام میں سے مولانا عبدالرحمٰن غفاری، مولانا غلام اکبر ثاقب اور جمعیت علمائے اسلام کے ساتھیوں نے اظہار تعزیت کیا ہے۔ قارئین لولاک سے دعائے مغفرت کی درخواست کی جاتی ہے۔

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

ختم نبوت کانفرنس وہاڑی

وہاڑی میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت شیخ الحدیث مولانا ظفر احمد قاسم مہتمم جامعہ خالد بن ولید نے کی۔ کانفرنس سے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، ختم نبوت ڈائری کے مرتب قاری رفیق احمد لاہور، مولانا عبدالستار گورمانی نے خطاب کیا۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔ کانفرنس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

ختم نبوت کانفرنس پرمٹ

۲ مارچ کو مدرسہ دارالہدیٰ چوک پرمٹ میں ختم نبوت کانفرنس سے مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا عبدالغفور حقانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالکریم، مولانا محمد مکی، مولانا محمد قاسم، مولانا عبدالرشید سیال، مولانا محمد نذر عثمانی نے خطاب کیا۔ کانفرنس صبح گیارہ بجے سے عصر کی نماز تک جاری رہی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چلنے والے مدرسہ دارالہدیٰ سے حفظ قرآن مکمل کرنے والے حفاظ کی دستار بندی کی گئی اور سندات بھی دی گئیں۔

ختم نبوت کانفرنس خانیوال

۲۵ مارچ بعد نماز عشاء جامع مسجد ایک مینار میں کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت مقامی امیر صاحبزادہ مولانا خواجہ عبدالماجد صدیقی نے کی۔ جبکہ کانفرنس سے دیگر علمائے کرام کے علاوہ مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد عالم طارق، مولانا عطاء المنعم اور مولانا عبدالستار گورمانی نے خطاب کیا۔

ختم نبوت کانفرنس ملتان

۲۷ مارچ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر مرکزیہ ملتان میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ نے کی۔ کانفرنس میں شیخ الحدیث مولانا ظفر احمد قاسم وہاڑی، مولانا زبیر احمد صدیقی شجاع آباد، علامہ عبدالحق مجاہد، مولانا محمد قاسم، مولانا محمد مسعود قاسم قاسم العلوم فقیروالی، مولانا انوار الحق مجاہد، مولانا محمد علی صدیقی میر پور خاص، مولانا محمد نذر عثمانی حیدرآباد، مولانا محمد یعقوب بدین، مولانا محمد فیاض مدنی خیر پور میرس، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا محمد اسحٰق ساقی بہاول پور، مولانا محمد قاسم بہاول نگر، مولانا عبدالستار حیدری لیہ، مولانا عبدالستار خوشاب، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، قاری محمد فاروق، ماسٹر عزیز الرحمٰن رحمانی نے آنے والے مہمانوں کا اعزاز و اکرام کیا۔ شیخ الحدیث استاذ العلماء مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ پیرانہ سالی کے باوجود کہروڑ پکا سے مفتی ظفر اقبال کی معیت میں تشریف لائے۔ کانفرنس کی تین نشستیں ہوئیں۔ پہلی نشست

جمعہ کی نماز سے قبل ہوئی جس سے حافظ القرآن والحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کے فرزند ارجمند مولانا فضل الرحمٰن درخواستی نے خطاب فرمایا۔ دوسری نشست بعد نماز مغرب ہوئی جس سے مولانا انوار الحق مجاہد، مولانا محمد نذر عثمانی، مولانا محمد مسعود قاسم، علامہ عبدالحق مجاہد نے خطاب کیا۔ جبکہ تیسری اور آخری نشست بعد نماز عشاء منعقد ہوئی جس سے مولانا سید عبدالمجید شاہ ندیم، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، مولانا اللہ وسایا نے خطاب فرمایا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے سرانجام دیئے۔ اختتامی دعا کے فرائض عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خانیوال کے امیر مولانا خواجہ عبدالماجد صدیقی نے سرانجام دیئے۔

ختم نبوت کانفرنس رحیم یار خان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ قادریہ میں ۲۹ مارچ کو کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت مقامی امیر قاضی عزیز الرحمٰن نے کی۔ جبکہ کانفرنس سے مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا عبدالغفور حقانی، قاضی شفیق الرحمٰن، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا رشید احمد لدھیانوی، مولانا عبدالرؤف ربانی نے خطاب کیا۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی جس میں ہزاروں مسلمانوں نے روایتی جوش وجذبہ اور ولولہ سے شرکت کی۔

ختم نبوت کانفرنس جھنگ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام احرار پارک میں کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کیا گیا۔ اشتہارات، اسٹیکرز، دعوت ناموں، بینروں کے ذریعہ خوب تشہیر کی گئی۔ مولانا غلام حسین اور ان کے رفقاء نے شب وروز محنت کر کے اسے عوامی جلسہ بنایا۔ خدا کی قدرت بارش کی وجہ سے کانفرنس جامع مسجد مولانا حق نواز جھنگوی شہید میں منعقد ہوئی جس کی صدارت شیخ الحدیث مولانا عبدالرحیم نے کی۔ جبکہ کانفرنس سے مولانا محمد احمد لدھیانوی، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا ضیاء الدین آزاد، صاحبزادہ مبشر محمود، مولانا معاویہ اعظم، مولانا محمد عالم طارق اور قاری شبیر احمد عثمانی نے خطاب کیا۔ موسم خراب ہونے کے باوجود کانفرنس رات تین بجے تک جاری رہی۔ مسجد سامعین سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی جو اختتام کانفرنس تک نعروں کی گونج میں مقررین کا استقبال اور انہیں داد دیتے رہے۔ کانفرنس کی کامیابی کے لئے مولانا غلام حسین اور ان کے رفقاء شیخ مقبول احمد، شیخ محمد نعیم، مولانا عبدالرحیم، نمازیان مسجد شیخ لاہوری، نمازیان مسجد حق نواز شہید نے بھرپور تعاون کیا۔

ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ

۱۵ ربیع الاول بروز جمعۃ المبارک کو بعد نماز عشاء جامع مسجد صدیق اکبرؓ چنیوٹ میں مجلس کے زیر انتظام سالانہ ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ کا انعقاد ہوا۔ جس میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا غلام رسول دین پوری کے علاوہ کئی ایک علمائے کرام نے بیان فرمایا۔ جس میں اکابرین مجلس واکابرین علمائے دیوبند کی خدمات جلیلہ ومساعی جمیلہ کو مفصل انداز میں بیان کیا گیا۔

صوبہ بلوچستان کے امیر مولانا عبدالواحد کا تبلیغی دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے امیر مولانا عبدالواحد اور صوبائی مبلغ مولانا محمد یوسف نقشبندی نے صوبہ

بلوچستان کے تین شہروں دورہ کیا۔ جامعہ قاسم العلوم سبی، جامعہ مفتاح العلوم ڈیرہ مراد جمالی، جامع مسجد اوستہ محمد میں بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ان دونوں رہنماؤں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ آج ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ ہمارا ایمان ہے اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک گنبد خضراء کے مکین کی ناموس کی حفاظت نہ کی جائے۔ حضورﷺ کی عزت کے لئے اگر ہزار جانیں بھی ہوں اور آپﷺ کے قدموں میں نثار ہوں تو پھر بھی کم ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی جماعت کو ہمیشہ انگریزی گورنمنٹ سے امداد ملتی رہی ہے۔ مرزائی اپنے آپ کو کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ حالانکہ وہ حضور علیہ السلام کی نبوت کے مقابلہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔ ان کی ہر چیز مسلمانوں سے الگ ہے۔ جس کا ثبوت ان کے اخبارات اور رسائل سے ملتا ہے۔ آج قادیانی اس کام پر لگے ہوئے ہیں کہ مسلمانوں میں نفاق ڈالیں اور مسلمانوں کو آپس میں لڑائیں۔ تاکہ قادیانی اپنے مذموم مقاصد حاصل کرسکیں۔ ان مقاصد میں سرفہرست پاکستان کو دوبارہ بھارت میں شامل کر کے اکھنڈ بھارت میں تبدیل کرنے کا خواب شامل ہے۔ لیکن ان کا یہ خواب کبھی پورا نہیں ہوگا۔ پاکستان ایک مملکت خداداد ہے۔ اس میں رہنے والوں کی جان میں جب تک ایک خون کا قطرہ باقی ہوگا اس وقت تک قادیانیوں کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکے گا۔ نیز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کی دعوت پر حضرت مولانا سیف الرحمٰن درخواستی تین روزہ دورے پر کوئٹہ تشریف لائے اور انہوں نے جامع مسجد گول، جامعہ مفتاح العلوم مسجد مرکزی، جامع مسجد سنہری، جامع مسجد عمر میں ختم نبوت اور سیرت النبی کے موضوع پر مفصل خطابات فرمائے۔

بلوچستان میں یوم ختم نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر جمعہ کو یوم ختم نبوت منایا گیا۔ صوبائی دارالحکومت کی بیشتر مساجد میں علمائے کرام نے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ ناموس رسالت کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ مرکزی جامع مسجد میں صوبائی خطیب مولانا انوارالحق حقانی نے کہا کہ اس وقت عالم کفر کے دباؤ پر ہمارے حکمران قادیانیت کی سرپرستی کرتے ہوئے امتناع قادیانیت کا قانون ختم کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن مسلمان اس قانون کا دفاع کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ گیارہ اپریل کو لاہور میں بادشاہی مسجد میں ہونے والی قومی ختم نبوت کانفرنس قادیانیت کی گرتی ہوئی دیوار کو آخری دھکا دے گی۔ تمام مسلمان اس کانفرنس میں شرکت کریں۔ جامع مسجد سنہری مولانا قاری عبداللہ منیر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضور نبی اکرمﷺ انبیاء میں افضل و اعلیٰ ہیں۔ آپﷺ آخری نبی ہیں۔ اب قیامت آسکتی ہے لیکن نیا نبی نہیں آسکتا۔ جامع مسجد گول سٹلائٹ ٹاؤن میں مولانا قاری عبدالرحیم رحمی نے کہا کہ آج قادیانی ایک بار پھر اپنے دجل کے لئے میدان میں آگئے ہیں۔ وہ مختلف طریقوں سے قادیانیت کا پروپیگنڈہ کر رہے ہیں۔ لیکن مسلمان خواب غفلت میں نہیں۔ ہم بیدار ہیں۔ قادیانیت کے خلاف نئی صف بندی کی جارہی ہے۔ اس مسئلہ پر تمام مکاتب فکر کا اتحاد ہے۔ جامع مسجد قندھاری میں مفتی محمد احمد خان، جامع مسجد طیب میں مفتی عبدالصمد کردگاپی، جامع مسجد طوبیٰ میں مولانا زرداد سمیت کئی ایک مساجد کے خطبائے کرام نے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور کہا کہ ختم نبوت پر دین کی اساس قائم ہے۔ علماء نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقیدہ ختم نبوت پر پختگی عطاء فرمائے۔

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

علماء کرام وخطباء حضرات سے اپیل

ہر ماہ کا
ایک جمعہ ختم نبوت کے لئے وقف کریں

O-- عقیدہ ختم نبوت دین کی اساس ہے چنانچہ صاحب الاشباہ والنظائر نے لکھا ہے جس شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔

O-- ۱۹۷۴ تک تمام مقررین و خطباء کی تقریروں میں عقیدہ ختم نبوت وردقادیانیت پر ضرور بیان ہوتے تھے۔

O-- آئین پاکستان کی رو سے قادیانی کافر ہیں جب کہ وہ خود کو مسلمان اور امت محمدیہ کو کافر کہہ کر آئین سے بغاوت کر رہے ہیں۔

O-- تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ کے بعد تحریک نظام مصطفے ﷺ تحریک ایم۔آر۔ڈی شیعہ سنی تنازعہ۔ لسانی قضیہ۔عراق۔ایران۔کویت۔عراق جنگیں۔افغانستان میں روسی پھر امریکی یلغار۔سقوط اعراق سے سانحہ لال مسجد تک کے سنگین مسائل کی وجہ سے ختم نبوت کے تحفظ کا کام اور قادیانیت کے احتساب کے عمل کو خطابت میں ثانوی حیثیت ہوگئی۔ حالانکہ

نماز۔روزہ۔حج۔زکوۃ۔تبلیغ۔اور جہاد جیسے فرائض کا تعلق حضور ﷺ کے اعمال سے ہے اور ختم نبوت کا تعلق حضور ﷺ کی ذات سے ہے۔

لہذا:۔ اب تمام خطیب حضرات سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ ہر ماہ کا ایک جمعہ مسئلہ ختم نبوت کے بیان کے لئے وقف کر کے شفاعت نبوی کے مستحق بنیں۔

والسلام

مولانا خواجہ خان محمد صاحب

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت